الحمدللہ رب العالمین ، ماشاءاللہ

کاروبار کی دنیا

محمد علی حسن (مینیجنگ ڈائریکٹر)

اے۔ایم انٹر نیشنل

AliMagnus

appletorose

www.aminternational.pk

www.fakeer.pk

ایڈیشن نمبر 5

Jan 2025

اس کتاب میں موجود اہم موضوعات

1۔ میرا نوکری سے کاروبار تک کا سفر۔ بزنس مینجر سے بزنس مین تک کا سفر

2۔ بزنس مین اور نوکری پیشہ (بزنس مینجر) میں کیا فرق ہے۔

3۔ اپنے منافع کے مارجن کو کم نہ کریں، یہ آپ کی بزنس لائف لائن ہے۔اپنے کاروبار کا خون بہنے نہ دیں۔

4۔ کئی پاکستانیوں کے کاروبار میں ناکام ہونے کی چند اہم وجوہات، اوران سے نکلنے کے چند مشورے۔

5۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ، کاروبار چھوٹا ہو یا بڑا، اپنے اکیلے کا ہونا چاہیئے۔ جبکہ کئی لوگ پارٹنر شپ کے قائل ہیں۔آخر کیا کرنا چاہیئے؟ اور کس انسان سے پارٹنر شپ کرنی چاہیئے؟

6۔ کاروبار میں ذاتی تعلقات کا استعمال کرنے کی زیادہ کوشش نہیں کرنی چاہیئے، بلکہ کوالٹی، معیار اور برانڈ پر محنت کرنی چاہیئے۔

7۔ پاکستان کے بدترین معاشی حالات کی ایک بہت بڑی وجہ پاکستانی بزنس مین کی تذلیل کرنا اوران کو ڈرانا اور Tension دینا ہے۔اپنے سیاسی مفادات کے لیے ملک کی معاشی ریڑھ کی ہڈی سے مت کھیلیں۔

8۔ عیاش کون؟ بزنس مین، نوکری پیشہ (سرکاری، غیر سرکاری)، جاگیر دار، یا کوئی اور؟

9۔ پاکستان میں ایک بہت بڑا ایسا مافیا ہے، جو کہ اصل میں پاکستان کے کئی مسائل کی جڑ ہے۔ مگر ہم اس مافیا کا نام تک نہیں لیتے۔

10۔ کئی لوگوں کے مطابق ملٹی نیشنل کمپنیاں اور بڑے پاکستانی کاروباری ادارے قوم کو لوٹتے ہیں، اور انتہائی زیادہ منافع کماتے ہیں، دوسری طرف کئی ملٹی نیشنل کمپنیاں اور بڑے پاکستانی کاروباری افراد پاکستان میں اپنا کاروبار فروخت کرکے جا رہے ہیں۔آخر حقیقت کیا ہے۔؟

11۔ ملکی معیشت کے لیئے بہتر کیا ہے؟ جمہوریت یا مارشل لا، (ڈیکٹیٹر شپ)۔دیکھئے کہ 1991 کے بدترین معاشی بحران سے بھارت کیسے نکلا۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

12۔ پاکستانی بزنس،اور معیشت کا ایک انتہائی مثبت پہلو۔۔۔جو اس کی اصل طاقت ہے۔

13۔ چند اہم کاروباری نکات۔

14۔ آج سے چند سو سال پہلے تک، ترکی، ہندوستان،اور عرب کے علاقے دنیا کے ترقی یافتہ ترین علاقے تھے، جبکہ آج یہی علاقے یورپ اور مغرب کے آگے انتہائی پسماندہ اور غریب ہیں۔آئیے، آج مل کر ان معاملات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

15۔ کاروبار اور پیسہ کمانے میں کتنا عمل دخل قسمت کا ہوتا ہے،اور کتنا انسان کی اپنی محنت کا ہوتا ہے؟

16۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ، پاکستان ایک غیر محفوظ ملک ہے۔کیا پاکستان میں انسان کا جان و مال،اولاد اور ایمان،زیادہ محفوظ ہے،یا امریکہ،یورپ،UAE، سعودی عرب، وغیرہ میں ہے؟آج حقائق جانیئے۔

17۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ، پاکستان کے حالات بہت خراب ہیں،اسی لیئے، پاکستان کے ذہین اور قابل لوگ پاکستان کو تیزی سے چھوڑ کر امریکہ یا یورپ وغیرہ میں شفٹ ہوتے جا رہے ہیں۔

18۔ پہلے عام لوگوں اور خاص لوگوں کا فرق سمجھیں۔تاکہ آپ کو خاص لوگوں کی قدر ہو سکے۔

19۔ دنیا بھر میں بزنس مین کی 2اہم ترین اقسام۔

20۔ یہ کہنا درست نہیں ہے کہ، امیر لوگ ٹیکس نہیں دیتے، جس کی وجہ سے پاکستان میں مالی مشکلات ہیں، جبکہ غریب تو بجلی کے بل، پٹرول ہر چیز پر سیلز ٹیکس دیتا ہے۔آج حقیقت جانیئے۔

21۔ آخر کیا وجہ ہے، کہ، پاکستان کو امریکہ، یورپ اور بھارت کی طرح قابل،ایماندار اور اچھے حکمران نہیں ملتے؟

22۔ آخر کیا وجہ ہے کہ، پاکستانی بزنس مین، دیگر ممالک کے کاروباری افراد سے انتہائی پیچھے کیوں ہیں؟ کڑوی حقیقت کو جاننے سے پہلے چند حقائق جانیئےاور سمجھیئے۔

23۔ خواہ عمران خان ہو، یا مشرف، نواز شریف ہو یا زرداری، سٹائل،اور انگریزی انداز تو ہمارے پاس ہیں،

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

مگر ترقی دیسی سے مودی کا بھارت کرتا جارہا ہے۔آخر کیوں۔؟

24۔ آج جانیئے وہ چند وجوہات جن کی وجہ سے پاکستان عوام ذلیل ہو رہی ہے اور بھارتی عوام کی دنیا میں عزت بڑھتی جا رہی ہے۔

25۔ کسی کی نظر میں فوجی جرنیل پاکستان کے مسائل کی وجہ ہیں تو کوئی سیاستدانوں، علماء کرام، سرکاری افسران اور کاروباری افراد کے خلاف ہے، آخر حقیقت کیا ہے؟

26۔ پاکستانی برنس مین کو اپنے کاروبار یا فیکٹری میں کام کرنے والے لوگوں کو آخر کتنی تنخواہ دینی چاہیئے کہ لوگ بھی خوش رہیں اور اس کا کاروبار بھی ترقی کرتا رہے۔

27۔ عام بزنس مین اور بڑے بزنس مین، میں فرق کو سمجھیں۔

28۔ عورت اور مرد دونوں کا نوکری یا کاروبار کرنا، اسلام میں اس کی گنجائش اور حیثیت سمجھیں، شریعت کی روشنی میں۔

29۔ کئی مایوسی پھیلانے والے پاکستانیوں کے مطابق بنگلہ دیش اور بھارت کے معاشی حالات پاکستان کی نسبت بہت بہتر ہیں۔جب کہ حقیقت کچھ اور ہی ہے۔

:30 کئی غریب لوگوں کے بچے انتہائی امیر انسان یا بڑے سرکاری افسر بن جاتے ہیں، جبکہ کئی امیر اور قابل لوگوں کی اولاد غریب ہو جاتی ہے۔کیا یہ تقدیر ہے یا انسان کی اپنی قابلیت یا نا اہلی؟

:31 کئی مایوسی پھیلانے والے لوگوں کے مطابق، پاکستان میں پرائیویٹ کمپنیوں اور سرکاری محکموں، ہر جگہ صرف چاپلوس اور سفارشی لوگ ہی ترقی پاتے ہیں، جبکہ محنتی اور قابل لوگ پیچھے رہ جاتے ہیں، جبکہ حقیقت کچھ اور ہے۔

32:   آخر کیا وجہ ہے کہ عام طور پر پوری دنیا میں زیادہ مشہور تعلیمی اداروں کے پڑھے لکھے بچے بڑی کمپنیوں میں نوکری تو کر سکتے ہیں، لیکن اپنا خود کا کاروبار نہیں چلا پاتے؟ بچوں کو بیرون ملک تعلیم کے لیئے مت بھجوائیں۔ کیونکہ

06-02-2025.

الحمدللہ رب العالمین ، ماشاءاللہ

1. میرا نوکری سے کاروبار تک کا سفر۔ بزنس مینجر سے بزنس مین تک کا سفر

- 1997 میں MBA کیا۔
- پہلی نوکری 1997 سے 2002 تک۔ فوڈ فلیورز اور خشبویات بنانے والی ایک کمپنی میں۔
- دوسری نوکری 2002 سے 2004 تک۔ یہ بھی فوڈ فلیورز اور خشبویات بنانے والی کمپنی تھی۔

تقریبا 7 سال تک فوڈ فلیورز اور خشبویات کی انڈسٹری میں نوکری کرنے کے بعد 2004 میں خود استخارہ کر کے، اپنے قریبی فیملی ممبرز کے ساتھ مل کر اپنی ایک فوڈ فلیورز اور خشبویات بنانے کی فیکٹری کا آغاز کیا۔

شروع میں اندازہ تھا، کہ 2 سال تک کمپنی منافع میں آجائے گی۔ مگر سارے اندازے جلد ہی تبدیل ہونے لگ گئے۔ 2 سے 4 اور 4 سے 6 سال اور 6 سے 8 سال اور 8 سے 10 سال ہو گئے، مگر کاروبار منافع میں نہیں آسکا۔ کمپنی پر قرضے چڑھنے شروع ہو گئے، حالات یہاں تک پہنچ گئے کہ، قرضہ لینے کے لیئے اپنا ذاتی رہائشی مکان تک گروی رکھنا پڑ گیا۔ بلکہ میرے دوسرے بزنس پارٹنر کا بھی ذاتی رہائشی مکان بھی گروی رکھنا پڑ گیا۔ لیکن اللہ تعالٰی کی مہربانی سے ہم اپنے کام میں لگے رہے۔ یہاں تک کہ 10 سال ہو گئے۔ مگر کاروبار جھٹکے ہی لیتا رہا۔ لیکن اللہ تعالٰی کی مہربانی سے ان شروع کے 10 سالوں میں بھی ہر سال کمپنی کے ٹیم ممبرز کی سالانہ تنخواہ اور مراعات پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا گیا۔ اور کمپنی کے اکاؤنٹنٹ کے علاوہ کسی دوسرے کو کمپنی کی مالی پریشانیوں سے آگاہ نہیں کیا گیا۔

کئی اندر کی خبر رکھنے والے دوست حیران ہوتے تھے، کہ آپ کو ان شدید مالی پریشانیوں اور دباؤ کے باوجود رات کو نیند کیسے آجاتی ہے۔ تو میرا جواب ہوتا تھا، کہ یہ کاروبار میں نے استخارہ کر کے شروع کیا ہے۔ اور میرے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ، جو استخارہ کرتا ہے، کبھی نامراد نہیں ہوتا۔ لہذا ان شاءاللہ تعالٰی یہ کاروبار ضرور کامیاب ہو گا۔ دیر ہو سکتی ہے، لیکن نامرادی نہیں ہو سکتی۔ لہذا لگے رہو۔ اللہ تعالٰی کی خصوصی

مہربانی سے تقریباً 2014 میں حالات بہتر ہونا شروع ہوئے اور آہستہ آہستہ کاروبار بہتری کی طرف ہونا شروع ہو گیا۔یعنی 10 سال کاروبار کے اور 7 سال کی نوکری، یعنی تقریباً 17 سال کے بعد آہستہ آہستہ حالات میں بہتری آنا شروع ہوئی۔

لہذا میرا تجربہ یہی بتاتا ہے، کہ 18 سے 20 سال کسی بھی کاروبار کو مناسب سیٹ ہونے میں لگ ہی جاتے ہیں۔ صرف کچھ لوگ ہی راتوں رات کامیاب ہو جاتے ہیں۔ عام طور پر وقت لگتا ہے۔لہذا صبر اور حوصلہ کا دامن مت چھوڑیں۔ جھوٹ اور بے ایمانی پر اپنے کاروبار کی بنیاد کبھی مت رکھیں۔ خوش اخلاقی، سچ، محنت، اور انسانیت کو اپنی ذات کا حصہ بنالیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی بھی ناکام نہیں ہوں گے۔

محمد علی حسن (مینجنگ ڈائریکٹر) اے ایم انٹر نیشنل

2۔ بزنس مین اور نوکری پیشہ (بزنس مینجر) میں کیا فرق ہے۔

بزنس مینجرز، وہ ہوتے ہیں، جو بزنس مین کے کاروبار میں، بزنس مین کی مدد کرتے ہیں۔ مگر خود کاروبار کرنے کا حوصلہ نہیں کرتے۔ جبکہ، بزنس مین وہ ہوتا ہے، جو کاروبار، یا کاروباری ادارہ بناتا ہے۔ بزنس مین وہ ہوتا ہے، جو صرف خواب ہی نہیں دیکھتا، بلکہ اس خواب کی تعبیر کے لیے دن رات ایک بھی کرتا ہے۔ اکثر بزنس مینجرز بہت پڑھے لکھے ہوتے ہیں، جبکہ اکثر بزنس مین، مناسب پڑھے لکھے، اور کئی بزنس مین تو تقریباً ان پڑھ بھی ہوتے ہیں۔

بزنس مینجرز سہولیات کے بغیر کام نہیں کر سکتے۔ وہ ملٹی نیشنل کمپنیوں میں نوکری تو کرنا چاہتے ہیں، مگر بڑی کمپنی کی نوکری چھوڑ کر اپنا چھوٹا سا کاروبار شروع کرنے کا حوصلہ نہیں کرتے۔ **جبکہ، بزنس مین، وسائل کی کمی کی شکایت نہیں کرتا، بلکہ** اس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے، اس کے مطابق ہی اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ بزنس مین، جلد فیصلہ کرتا ہے، اور رسک لینے کا حوصلہ رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سارے کامیاب بزنس مین،

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

انتہائی غربت سے اپنا کاروبار شروع کرتے ہیں، اور وسائل کی کمی کا رونا رونے کی بجائے، جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے، اس سے کام شروع کر دیتے ہیں، لوگوں کی پرواہ نہیں کرتے، بلکہ اپنے خواب کی تعبیر میں دن رات لگا دیتے ہیں۔ جبکہ، بزنس مینجرز، رسک نہیں لیتے، بلکہ گارنٹی لے کر کام کرتے ہیں۔ ایک نوکری کے بعد دوسری نوکری، زیادہ تنخواہ، مراعات اور بہتر ملازمت کی گارنٹی پر نوکری تبدیل کرتے رہتے ہیں۔

بزنس مین، وہ ہوتا ہے، جو ایک پلیٹ فارم تیار کرتا ہے۔ کمپنی یا کاروبار کی شکل میں، بزنس مینجرز ان پلیٹ فارمز کو استعمال کرتے ہیں۔ اپنے اور بزنس مین، دونوں کے فائدے کے لیئے۔ بزنس، اصل میں، حوصلہ، کاروباری سوچ، بڑے دل، محنت، مستقل مزاجی اور اپنے ساتھ دوسروں کو لے کر چلنے کا نام ہے۔ یہی وجہ سے کہ، بہت سارے بزنس مین مناسب تعلیم یافتہ ہوتے ہیں، اور اکثر تو کاروبار بھی انتہائی غربت سے شروع کرتے ہیں۔

پاکستان کے چند بڑے بزنس مین، جن کے پاس آج ہزاروں بزنس مینجرز کام کر رہے ہیں۔

میاں محمد منشاء صاحب، صدرالدین ہاشوانی صاحب، چوہدری ذوالفقار صاحب، ملک ریاض صاحب

حدیث پاک: دنیا کے 10 حصہ رزق میں سے 9 حصہ رزق تجارت (کاروبار)، میں ہے۔ (مفہوم حدیث پاک)

مشورہ: لہذا کاروبار کو ہی ترجیح دیں۔ یاد رہے، کہ عام طور پر اکثر کاروبار، 10 سے 20 سال میں جا کر سیٹ ہوتے ہیں۔ لہذا صبر حوصلہ اور مستقل مزاجی انتہائی ضروری ہے۔ اپنی طرف سے محنت، ایمانداری، لگن، مستقل مزاجی، کے ساتھ کام شروع کریں، اور نتیجہ اپنے رب پر چھوڑ دیں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ، کامیاب ہوں گے۔ کاروبار، کریں، یہ راستہ عام طور پر طویل اور دشوار ہوتا ہے، مگر اس میں برکت، راحت اور آسانی بھی ہے۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

3۔ اپنے منافع کے مارجن کو کم نہ کریں، یہ آپ کی بزنس لائف لائن ہے۔اپنے کاروبار کا خون بہنے نہ دیں۔

گراس پرافٹ کو کبھی نہیں منایا جانا چاہیے، یا اسے سنجیدگی سے نہیں لینا چاہیے، کیونکہ اصل چیز دن کے اختتام پر خالص منافع (نیٹ پرافٹ) ہے۔خواہ سروس انڈسٹری میں ہو، FMCG یا B2B ، کبھی بھی Competition کی وجہ سے یا کلائنٹس کے دباؤ میں، اپنے منافع کے مارجن پر سمجھوتہ نہ کریں، اور نہ ہی معیار کو گرائیں۔ منافع کے مارجن میں یہ کمی بالآخر تمام کاروباری کارروائیوں کو متاثر کرتی ہے، جیسے کہ آپ کے پاس تنخواہ میں اضافے اور ٹیم کے اراکین کی دیگر مراعات کے لیے بہت کم فنڈز ہوتے ہیں، اس لیے بالآخر، اچھی ٹیم کے اراکین آپ کو چھوڑنا شروع کردیتے ہیں۔ فنڈ کی کمی کی وجہ سے آپ کا R&D سست ہو جاتا ہے، آپ اپنے پلانٹ اور مشینری کو اپ گریڈ کرنے کے قابل نہیں رہتے، آپ اپنے تمام انفراسٹرکچر کو اپ ڈیٹ نہیں کر سکتے، اور آپ اپنے کاروبار کو بڑھانے کے قابل نہیں رہتے۔

اور وہ کلائنٹ جس کے لیے آپ نے اپنے منافع کے مارجن پر سمجھوتہ کیا تھا، وہ بھی آپ کو چھوڑ دیتا ہے، کیونکہ آپ اسے وہ معیار نہیں دے سکے جس کی وہ آپ سے توقع کرتا ہے، جیسا کہ ہمیشہ یاد رکھیں، معیار کی ایک قیمت ہوتی ہے، اور اس لاگت کو اچھے منافع سے پورا کیا جا سکتا ہے۔ نہ کہ اپنے منافع کو کم کرنے سے۔

کم منافع، زیادہ سیل، تمام حالات میں لاگو نہیں ہوتا ہے۔ لہذا، پہلے اپنی ٹارگٹ مارکیٹ، اپنی طاقت، کمزوریوں، مارکیٹ کے مواقع اور خطرات کو بہت احتیاط سے پہچانیں، اور پھر بہت احتیاط سے کاروبار میں داخل ہوں۔ زیادہ تر لوگ منافع کے لیے کاروبار چلاتے ہیں،
عوامی خدمت یا خیرات کے لیے نہیں۔ اگر آپ کے پاس اچھا منافع ہے، تو آپ کے پاس ٹیم کی فلاح و بہبود کے لیے زیادہ بجٹ، R&D کے لیے زیادہ فنڈز ہوتے ہیں، آپ پیشہ ورانسانی وسائل کو راغب کر سکتے ہیں وغیرہ۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بہت زیادہ منافع آپ کو مارکیٹ سے باہر کرنے پر مجبور کر سکتا ہے، لیکن

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

بہت کم منافع آپ کو کاروبار سے مکمل طور پر ختم کر سکتا ہے۔ لہذا زیادہ منافع بہت خطرناک ہے، لیکن بہت کم منافع بھی انتہائی مہلک ہے۔ لہذا مناسب منافع ضرور رکھیں۔

کچھ عالمگیر اصول ہیں، نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ باقی سب کے لیے بھی، جیسے: وہ لوگ، جو دوسروں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتے ہیں، شائستگی سے پیش آتے ہیں، جو محنت کرتے ہیں، ایمانداری، خلوص، پیشہ ورانہ مہارت رکھتے ہیں، صبر و تحمل، اور بصیرت رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ، عام طور پر، کاروبار اور دنیا کے دیگر معمول کے معاملات میں بھی کامیاب ہوتے ہیں۔

آخر میں یاد رکھیں: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ ہمیں ایمانداری اور خلوص کے ساتھ اپنی پوری کوشش کرنی ہے اور پھر نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا ہے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ آپ ہمیشہ کامیاب رہیں گے۔

4۔ کئی پاکستانیوں کے کاروبار میں ناکام ہونے کی چند اہم وجوہات، اور ان سے نکلنے کے چند مشورے۔

اکثر پاکستانی صرف دوسروں کو دیکھ کر کاروبار شروع تو کر دیتے ہیں۔ مگر خود معاملات کی گہرائی میں نہیں جاتے ہیں اور نہ ہی زیادہ گہرائی میں جانا چاہتے ہیں۔ اگر اندازہ ہو کہ فلاں کاروبار کے لیئے 10 لاکھ چاہیئے، تو اگر 6 یا 7 لاکھ بھی اکھٹے ہو جائیں تو کاروبار شروع کر دیتے ہیں جو کہ انتہائی خطرناک عمل ہے۔ حالانکہ اگر اندازہ 10 لاکھ کا ہو تو کم از کم 12 سے 15 لاکھ کا پہلے بندوبست کریں، پھر کام شروع کریں۔ کیونکہ کاروبار شروع کرنے کے بعد کئی ایسے اخراجات سامنے آنا شروع ہو جاتے ہیں جن کا پہلے گمان بھی نہیں ہوتا۔

انتہائی محتاط ہو کر خرچ کریں اور دنیا کو دکھانے کے لیئے اپنی استطاعت سے زیادہ خرچ مت کریں۔ کوشش کریں کہ قرضہ مت لیں۔ اور اگر لینا پڑے تو صرف اتنا قرضہ لیں جس کو آپ آسانی سے اپنے اثاثے بیچ کر 6 ماہ

کے اندر اندر اتار سکتے ہوں۔یعنی قرضہ آپ کے مجموعی اثاثوں سے کم ہو،تاکہ آپ کو زیادہ دشواری نہ ہو۔

کسی ایسے آدمی کو اپنا پارٹنر نہ بنائیں، جو آپ کے ساتھ مالی شراکت داری نہ کرے۔اگر کسی انسان کا کسی شعبہ میں تجربہ ہے لیکن وہ آپ کے ساتھ مالی شراکت داری نہیں کر سکتا تو اس کو تنخواہ اور کمیشن پر تو اپنے ساتھ وابستہ کر لیں، لیکن پارٹنر وہی بنائیں جو مالی شراکت داری بھی کرے۔

محنت اور ایمانداری کو اپنا لیں۔ اور جو زبان کریں اس کو پورا کریں۔اور صبر اور شکر کو اپنی زندگی کا اصول بنا لیں۔جب اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے کاروبار چلنا شروع ہو جائے،تو سب سے پہلے اپنے کاروبار میں ہی مزید Investment کرنا شروع کریں۔بجائے اس کے پلاٹ یا زمین خریدنا شروع کر دیں۔پہلے اپنے ساتھ کام کرنے والے ٹیم ممبران کی تنخواہوں میں اور دیگر سہولیات میں اضافہ کرنا شروع کریں۔تاکہ آپ کے ساتھ وابستہ لوگ بھی آپ کی ترقی کا فائدہ اٹھا سکیں۔اپنی فیکٹری، دکان، ہوٹل وغیرہ میں جدید سے جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرنا سیکھیں۔اپنے منافع کا زیادہ بڑا حصہ کاروبار کو مزید بہتر کرنے میں لگائیں،تاکہ اپنے Competitors کا بہتر طریقہ سے مقابلہ کر سکیں۔

عیاشی اور فضول خرچی سے اپنے آپ کو ہمیشہ بچائیں۔ اور اپنی استطاعت سے بڑھ کر کوئی کام مت کریں۔عام طور پر اکثر کاروبار 15 سے 18 سال تک کچھ سیٹ ہوتے ہیں۔لہذا صبر کے ساتھ برداشت کرنا سیکھیں۔ انتہائی کم کاروبار ہوتے ہیں جو 3 سے 5 سال میں سیٹ ہو جاتے ہیں۔عاجزی اور انکساری سے اپنے اللہ تعالیٰ سے کامیابی کے لیئے دعا مانگتے رہیں۔اپنی نیت صاف رکھیں،اور محنت اور ایمانداری کو کبھی مت بھولیئے گا۔ان شاءاللہ تعالیٰ، کبھی ناکام نہیں ہوں گے۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

5۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ، کاروبار چھوٹا ہو یا بڑا، اپنے اکیلے کا ہونا چاہیئے۔ جبکہ کئی لوگ پارٹنرشپ کے قائل ہیں۔ آخر کیا کرنا چاہیئے؟ اور کس انسان سے پارٹنرشپ کرنی چاہیئے؟

پوری دنیا میں عام طور پر بڑے کاروبار اکثر پارٹنرشپ پر ہوتے ہیں، یا پھر پبلک کمپنی لمیٹڈ۔ لہذا یہ کہنا غلط ہے، کہ، بھائی بزنس میں سانجھ (شراکت داری، پارٹنرشپ)، سگے بھائی کی بھی نہیں کرنی۔ کتنی آسانی سے ہم یہ فقرہ بول کر ہم اپنے کمزور نظام کی عکاسی کرتے ہیں۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے ہمارے لیے۔ ہم پاکستانی منافقت اور بے ایمانی و نوسر بازی میں اس قدر بدنام ہو چکے ہیں کہ ایک فقرہ پورے پاکستان میں ہر ایک کی زبان پہ ہے۔ جو پاکستانی بزنس انڈسٹری کو تباہ و برباد کر گیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ، پاکستانی بزنس عالمی سطح پر انتہائی چھوٹا ہے۔ کیونکہ ہم عام طور پر ایک دوسرے پر اعتماد ہی نہیں کرتے، اور اگر کوئی کر لے تو عام طور پر دوسرا بدنیت نکلتا ہے۔

اسکے برعکس زرا اسلامی تعلیمات پر نظر ڈالیں تو شراکتداری کرنا کوئی معیوب نہیں ہے ہاں البتہ اس کے کچھ اصول و ضوابط ضرور ہیں، مثلاً: **نبی ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ،** جب دو بندے آپس میں شراکتداری کرتے ہیں تو جب تک وہ دونوں آپس میں مخلص رہیں گے تو اللہ ﷻ کا ہاتھ ان پر رہے گا یعنی اس کاروبار پر اللہ ﷻ کی مدد ان کو میسر رہے گی مگر اگر کسی ایک کی بھی نیت میں، اخلاص میں فرق آیا تو اللہ ﷻ کا ہاتھ ان سے اُٹھ جاتا ہے یعنی وہ اللہ ﷻ کی مدد سے محروم ہو جاتے ہیں۔

بھائیو جب اللہ ﷻ کی مدد نہیں تو کامیابی کیسی !!!؟ ہم اگر دوسرے کا مال کھانے کی نیت سے شراکتداری کریں گے تو ان میں نقصان کے علاوہ کیا حاصل ہو گا۔ یہی وجہ جو ایسے فقرے ہمارے معاشرے میں زبان زد عام ہیں۔

کاروبار میں پارٹنر بنانے کے اصول: پارٹنر صرف اسی کو بنائیں، جو اپنا پیسہ بھی کاروبار میں آپ کے ساتھ لگائے۔ چھوٹے دل والے اور جلد باز انسان کو پارٹنر کبھی مت بنائیں، کاروبار کو سنبھلنے میں کئی بار سالوں لگ

جاتے ہیں، لہذا پارٹنر وہ بنائیں جو سالوں صبر ، ہمت اور حوصلہ کے ساتھ آپ کے ساتھ کھڑا رہے۔اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے جب کاروبار چل پڑے، تو تمام پارٹنرز ایک دوسرے کے ساتھ ایمانداری کے ساتھ معاملات کریں-اگر کاروبار کو مزید وسعت دینے کے لیئے مزید پارٹنرز بھی درکار ہوں، تو ضرور مزید لوگوں سے بھی پارٹنرشپ ضرور کریں، بس ایمانداری، اخلاص اور محنت کو کبھی مت چھوڑیں۔اور جب کبھی کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو قرآن و صحیح حدیث پاک سے رہنمائی لیں۔یا باہمی تنازعات کو قابل علماء کرام یا مفتی صاحبان کی رہنمائی میں حل کر لیں۔

6۔ کاروبار میں ذاتی تعلقات کا استعمال کرنے کی زیادہ کوشش نہیں کرنی چاہیئے، بلکہ کوالٹی، معیار اور برانڈ پر محنت کرنی چاہیئے۔

بعض اوقات ہم یہ ماننا شروع کر دیتے ہیں کہ مختلف کلائنٹس، سپلائرز، کاروباری ساتھیوں وغیرہ کے ساتھ ہمارے ذاتی اور براہ راست رابطے، ہمارے کاروبار کو اچھی طرح سے بڑھانے میں ہماری مدد کر سکتے ہیں۔اور ہمارے وقت کا بڑا حصہ ملنے ملانے وغیرہ پر صرف ہوتا ہے۔کچھ حد تک اور محدود علاقوں میں یہ درست بھی ہے، لیکن اہم کاروباری دنیا اور طریقوں میں یہ کاروبار کے لیے تباہ کن اور انتہائی مہلک ہے۔جیسا کہ وقت پیسہ ہے اور سب سے بڑا اثاثہ ہے جو کسی کے پاس ہو سکتا ہے۔ایک کاروباری آدمی کے طور پر، ہمیں اپنی مصنوعات اور خدمات کے معیار پر توجہ مرکوز کرنی ہوگی، جو بالآخر دوسروں کو ہمارے ساتھ ہاتھ ملانے پر مجبور کر سکتا ہے۔

ایک اچھے بزنس مین کے طور پر سسٹم بنانے میں زیادہ وقت صرف کرنے کی کوشش کریں، اس سے آپ کے پروڈکٹ کے معیار اور خدمات میں باقاعدگی سے بہتری آسکتی ہے۔یہ بالآخر دوسروں کو آپ کے قریب آنے پر مجبور کرے گا۔اپنی مصنوعات اور خدمات کو اس اعلیٰ معیار تک پہنچائیں کہ آپ کی مصنوعات خود بخود

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

دوسروں کے لیے ترجیحی آپشن بن جائیں، معیار اور خدمات کی بنیاد پر، نہ کہ ذاتی یا براہ راست رابطوں کی بنیاد پر۔

برانڈز بنائیں، صرف مصنوعات ہی نہیں: عام طور پر، برانڈز راتوں میں نہیں بنتے، برسوں کی قربانیاں، کوششیں، معیار کی جانچ، غلطیوں سے سیکھنا، اور پیشہ ورانہ مہارت ان سب کی ضرورت ہوتی ہے۔ چاہے آپ FMCG کاروبار میں ہوں یا B2B، ہر جگہ برانڈز کی ضرورت اور تعریف کی جاتی ہے۔

پاکستان سے کچھ مثالیں: نشاط گروپ، کینڈی لینڈ، پیکیجز، محپلز فروٹ فارمز، کچن کوزین، یونی ورتھ شرٹ اور ٹائی شاپ، کیک اینڈ بیکس، صوفی آئل اینڈ فوڈ، EBM Biscuit، Lu Biscuit، Volka Food وغیرہ۔

آخر میں یادرکھیں: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ ہمیں ایمانداری اور خلوص کے ساتھ اپنی پوری کوشش کرنی ہے اور پھر نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑنا ہے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ آپ ہمیشہ کامیاب رہیں گے۔

جیسا کہ کچھ عالمگیر اصول ہیں، نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ باقی سب کے لیے بھی، جیسے وہ لوگ، جو دوسروں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتے ہیں، شائستگی سے پیش آتے ہیں، جو محنت کرتے ہیں، ایمانداری، خلوص، پیشہ ورانہ مہارت رکھتے ہیں، صبر و تحمل، اور بصیرت رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ، عام طور پر، کاروبار اور دنیا کے دیگر معمول کے معاملات میں بھی کامیاب ہوتے ہیں۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

7۔ پاکستان کے بدترین معاشی حالات کی ایک بہت بڑی وجہ پاکستانی بزنس مین کی تذلیل کرنا اور ان کو ڈرانا اور Tension دینا ہے۔ اپنے سیاسی مفادات کے لیے ملک کی معاشی ریڑھ کی ہڈی سے مت کھیلیں۔

خواہ عمران خان کی حکومت ہو، یا نواز شریف یا زرداری کی، یہ تمام ہی ہمیشہ , IMF امریکہ، سعودی عرب، UAE وغیرہ کی توانتہائی خوشامد کرتے ہیں۔ اور ہر جائز اور ناجائز بات کو خوشی خوشی تسلیم بھی کر لیتے ہیں۔ بیرون ملک سے Investment کرنے والوں کو اپنے سر کا تاج بناتے ہیں۔ اس میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔ مگر کم از کم اپنے ملک کے کاروباری افراد کو ذلیل تو مت کریں۔ ہم پاکستانیوں کو عادت پڑ گئی ہے، ,IMF امریکہ، سعودی عرب، UAE وغیرہ کی ہر وقت تعریف کرنے کی، اور اپنے لوگوں میں ہر وقت کیڑے نکالنے کی۔

یاد رہے، پاکستان کی اصل معاشی ریڑھ کی ہڈی , IMF امریکہ یا سعودی عرب نہیں ہے۔ پاکستان کی اصل معاشی ریڑھ کی ہڈی، پاکستان کے پہلے بڑے 1000 بڑے بزنس مین ہیں۔ ان 1000 افراد سے پاکستان کے کروڑوں لوگ وابستہ ہیں۔ امریکہ، IMF، سعودی عرب اور UAE وغیرہ کی تو ہماری حکومتوں کو، منت ترلے، بھی کرتے ہوئے کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی، مگر اپنے بزنس مین کو ہماری حکومتیں ذلیل بھی خوب کرتی ہیں اور بدنام بھی خوب کرتی ہیں۔ ہم پاکستانیوں میں کئی کمزوریاں ضرور ہیں، مگر الحمدللہ رب العالمین، ہم اتنے بھی برے نہیں ہیں، جتنا برا ہمیں بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

آج کل بہت سے سیاستدان یہ کہتے رہتے ہیں کہ پاکستان کو چند امیر لوگوں نے لوٹا ہے، کبھی ڈرگ مافیا کے نام پر تاجروں کو گالیاں دی ہیں، کبھی سیمنٹ مافیا کے نام پر تاجروں کی تذلیل کی ہے۔ کبھی بزنس مین کو پیٹرول مافیا وغیرہ کہہ کر لوگوں کی نظروں میں کا امیج گرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مقصد عوام کی ہمدردیاں جیتنا ہے، تاکہ عوام کی نظریں سیاست دان کی نااہلی پر نہ جائے بلکہ، سارا ملبہ ان امیر بزنس مین پر ڈالا جائے اور یہ بزنس مین عوام کی نظروں میں رسوا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے، پاکستان کے 1000 امیر ترین افراد، فیکٹریاں یا کاروبار ہی اصل میں دنیاوی طور پر 22 کروڑ پاکستانیوں کے بوجھ کا اکثر حصہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ کسی فیکٹری سے 500، تو کسی سے 5000 اور کسی ادارے سے 25000 افراد منسلک ہوتے ہیں۔ بے شک روزی تو اللہ تعالیٰ ہی عنایت فرماتے ہیں، مگر عام طور پر وسیلہ یہ فیکٹری مالکان، کاروباری شخصیات ہی بنتے ہیں۔ دکھ کی بات ہے کہ، کئی لوگ اس وسیلہ کی قدر کرنے کی بجائے اس کو ہر وقت تنقید کا نشانہ بنائے رکھتے ہیں۔

رزق بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا ہے، لیکن براہ کرم اس ذریعہ کا احترام کریں جس سے آپ کو یہ حاصل ہوتا ہے۔ خدا نہ کرے اگر آج پاکستان کے پہلے 1000 امیر لوگ اپنے کاروبار بند کر دیں تو شاید چند ہی دنوں میں پاکستان دیوالیہ ہو جائے۔ وہ 1000 لوگ شاید دنیا کے کسی بھی ملک میں جائیں تو اور اپنی باقی زندگی عیش و عشرت میں گزار لیں گے، لیکن ہو سکتا ہے کہ ان 1000 افراد کے جانے کے بعد پاکستان بد ترین معاشی بحران کا شکار ہو جائے، کیونکہ یہ صرف 1000 امیر افراد ہی نہیں، وہ۔ پاکستان کے 1000 اہم ترین کاروباری دماغ بھی ہیں۔ اور وہ پاکستان کی معاشی ترقی کی اصل ریڑھ کی ہڈی ہیں۔

بھٹو نے تاجروں کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کی۔ اور کہنے لگے کہ کچھ امیر ترین لوگوں یا خاندانوں نے پاکستان کی دولت لوٹ لی ہے اور یہ امیر لوگ مزدوروں اور غریبوں کا خون چوستے ہیں وغیرہ۔ عوام کی ہمدردیاں اور ووٹ حاصل کرنے کے لیے بھٹو حکومت نے پاکستان کے تمام بڑے کارخانوں اور کاروباروں پر قبضہ کر لیا۔ اور مزدوروں کو ان کاروباروں کا انچارج بنا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شروع شروع میں تو غریب لوگ بہت خوش تھے کہ مالکان جا چکے ہیں اور اب وہ کچھ بھی کرنے کے لیے آزاد ہیں، لیکن وہ غریب فیکٹری مزدور اور یہ کارخانے بہت جلد مالی طور پر تباہ ہو گئے، کیوں کہ اصل ہنر ان کو چلانے کا صرف کارخانوں کے مالکان کو ہی تھا۔ پاکستان بد ترین معاشی بحران میں داخل ہو چکا تھا۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

اور پھر وہ وقت بھی آیا جب حکومت نے فیکٹری مالکان سے منتیں کی کہ وہ واپس آجائیں، اور اپنا کاروبار کریں، لیکن بہت سے فیکٹری مالکان ملک چھوڑ کر جا چکے تھے، اور بہت سے حکومت کے ذلت آمیز رویے کی وجہ سے واپس نہیں آئے۔ ان میں سے کئی نے واپس آنے سے انکار کر دیا۔ جس کے نتیجے میں آج تک پاکستان اس معاشی تباہی کے اثرات سے نہیں نکل سکا۔ جس طرح پاکستان کو فوج، عدلیہ، علماء، اساتذہ، سیاست دانوں اور زندگی کے دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی ضرورت ہے، اسی طرح اسے کاروباری افراد کی بھی ضرورت ہے۔

اگر امریکہ آج سپر پاور ہے تو وہ اپنی 1000 بڑی کمپنیوں کی وجہ سے سپر پاور ہے۔ یہ 1000 کمپنیاں بنیادی طور پر USA کا معاشی سائیکل چلاتی ہیں۔

مختصر یہ کہ پاکستانی کاروباری افراد فرشتے نہیں ہیں، ان سے بہت سی غلطیاں بھی ہوتی ہیں، لیکن سیاستدانوں کو اپنے مفاد کے لیے عوام اور کاروباری کے درمیان نفرت پیدا نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ بھٹو شاید اس نفرت کو ہوا دے کر اپنا کچھ وقتی سیاسی فائدہ اٹھانے میں کامیاب ہو گئے ہوں لیکن پاکستان ابھی تک اس کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔ بیکو فیکٹری کی ویران اور برباد دیواریں آج بھی بھٹو کے غلط فیصلوں پر رو رہی ہیں۔ کاروبار برسوں اور کئی نسلوں کی جدوجہد پر قائم ہوتے ہیں، اپنے سیاسی مقاصد کے لیے انہیں قربان نہ کریں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ حضور ﷺ کے صدقے و طفیل تمام مسلمانوں کے تمام گناہوں کو معاف فرمائیں اور ہم سب کو فوری ہدایت عطا فرمائیں اور ہم سب کو ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں رکھیں اور ہم سب کو ہمیشہ خوش و خرم رکھیں۔ آمین

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

8۔ عیاش کون؟ بزنس مین، نوکری پیشہ (سرکاری، غیر سرکاری)، جاگیر دار، یا کوئی اور؟

عام طور پر مشہور ہے کہ، بزنس مین اور جاگیر دار خوب عیاشی کرتے ہیں، خوب بڑے بڑے گھروں میں رہتے ہیں، بڑی بڑی گاڑیاں خریدتے ہیں۔۔۔ اپنے اوپر اور اپنے گھر والوں پر خوب خرچ کرتے ہیں وغیرہ۔۔۔ وغیرہ۔۔ جبکہ نوکری پیشہ افراد اپنے شوق تک پورے نہیں کر سکتے۔ لہذا بزنس مین اور جاگیر دار خوب عیاش ہیں۔ جبکہ حقیقت کچھ اور ہے۔

اصل میں عیاش ہر وہ انسان ہے، جو اپنی استطاعت سے بڑھ کر اپنے شوق کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہو۔ اگر اس کی استطاعت 10 لاکھ کی گاڑی خریدنے کی ہو، تو 30 لاکھ کی گاڑی خریدے گا۔ اگر 2 کروڑ کا گھر خریدنے کی استطاعت ہوگی تو اپنے شوق کو پورا کرنے کے لیئے 4 کروڑ کا گھر خریدے گا۔۔۔ اگر 70 ہزار کا موبائل خریدنے کی استطاعت ہوگی تو 2 لاکھ کا موبائل زبردستی خرید کر اپنا شوق پورا کرے گا۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔۔۔

عام لوگوں کو لگتا ہوگا کہ دنیا کے امیر ترین لوگ جس طرح، بل گیٹس، امبانی، ایلون مسک وغیرہ تو خوب عیاشی کرتے ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی کمائی کا مشکل سے 1 سے 2 فیصد اپنی ذات اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہیں۔ اور دنیا بھر کے اکثر بڑے بزنس مین، اپنی کمائی کا مشکل سے 5 سے 7 فیصد اپنے اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہیں، اور باقی سارا پیسہ اپنے کاروبار میں ہی لگاتے رہتے ہیں۔ جبکہ بہت بڑے بزنس مین تو 2 یا 3 فیصد سے بھی کم اپنی کمائی کا حصہ اپنی ذات اور اپنے شوق اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے ہیں۔

کئی نوکری پیشہ لوگ اپنے شوق کو پورا کرنے کے لیئے، رشوت لیتے ہیں، تو کئی نوکری پیشہ لوگ شوق کو پورا کرنے کے لیئے قرض لیتے ہیں، ضرورت اور شوق کا فرق سمجھیں۔ ضرورت کے لیئے قرض لینا اور شوق کو پورا کرنے کے لیئے قرض لینا دو مختلف باتیں ہیں۔ اس کا فرق سمجھیں۔۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

اسی طرح کئی بزنس مین اپنے شوق کو پورا کرنے کے لیئے بڑے بڑے گھروں اور مہنگی گاڑیاں کی خریداری میں لگ جاتے ہیں اور کاروبار سے پیسہ نکال کر اپنے مہنگے شوق پورا کرنے لگ جاتے ہیں، تو عام طور پر ایسے بزنس مین جلد ہی اپنے بزنس کا زوال بھی دیکھ لیتے ہیں۔ اچھا اور سمجھدار بزنس مین، اگر 100 روپیہ اپنی ذات اور گھر والوں پر خرچ کرنی کی استطاعت رکھتا ہو گا، تو مشکل سے 10 روپیہ خرچ کرے گا، باقی 90 روپیہ کاروبار میں واپس لگائے گا۔ یعنی کبھی بھی اپنی استطاعت سے بڑھ کر اپنے شوق پورا کرنے کے چکروں میں نہیں پڑے گا۔

اسی طرح سمجھدار جاگیر دار، اپنے شوق پورے کرنے کے چکروں میں اپنی جاگیر بیچ کر بے وقوفی نہیں کرے گا، بلکہ جتنی اس کی آمدنی ہو گی، اس کے مطابق ہی خرچ کرے گا، اور اپنے آپ کو بوجھ میں نہیں ڈالے گا۔ ایسے جاگیر داروں کی کمی نہیں ہے، جو اپنے شوق پورا کرنے کے چکروں میں قرضوں کے بوجھ تلے ایسے آئے، کہ جاگیریں تک ہی فروخت کرنی پڑ گئیں۔ لہذا شوق اور ضرورت کا فرق سمجھیں۔

شوق پورا کرنا کوئی گناہ نہیں، لیکن شوق کو پورا کرنے کی خاطر اپنے آپ کو تنگ کرنا اور اپنی استطاعت سے بڑھ کر خرچ کرنا انتہائی بڑی بے وقوفی ہے۔ ضرورت اور شوق کا فرق سمجھ کر زندگی گزارنی چاہیئے۔ اپنے شوق کو ضرورت کا نام دے کر اپنے آپ کو دھوکہ مت دیں۔

اپنی طرف سے محنت اور ایمانداری سے کام کریں، خواہ نوکری ہو یا کاروبار، اور ساتھ ساتھ اپنے اللہ تعالیٰ سے کامیابی اور برکت کی بھیک کثرت سے مانگتے رہا کریں اور کثرت سے استغفار کرتے رہا کریں، ان شاءاللہ تعالیٰ کبھی ناکام نہیں ہوں گے۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

9۔ پاکستان میں ایک بہت بڑا ایسا مافیا ہے، جو کہ اصل میں پاکستان کے کئی مسائل کی جڑ ہے۔ مگر ہم اس مافیا کا نام تک نہیں لیتے۔ اور وہ ہے، پاکستانیوں میں مایوسی پھیلاو، مافیا۔

اس مافیا کی چند نشانیاں۔ ہائے پاکستان میں کتنے برے حالات ہیں۔ ہائے پاکستان میں کتنی کرپشن ہے۔ ہائے پاکستان میں تو کوئی سسٹم ہی نہیں ہے۔ ہائے پاکستان میں کتنی مہنگائی ہے۔ ہائے پاکستان میں معیار تعلیم اور صحت کی سہولیات کتنی کم ہیں۔ ہائے پاکستان، کی فوج سارے پاکستان کا بجٹ کھا جاتی ہے۔ ہمیں فوج کی کوئی ضرورت نہیں۔ وغیرہ۔

بے شک مہنگائی بہت ہے، لیکن الحمدللہ رب العالمین، لوگوں کی قوت خرید میں بھی گزشتہ 30 سال میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ کہ، کئی معاملات میں حالات واقعی پریشان کن ہیں، مگر الحمدللہ رب العالمین، حالات اتنے بھی برے نہیں، جتنے، یہ "مایوسی بریگیڈ" والی مافیا پھیلا کر پاکستانی عوام کا حوصلہ توڑنے کی ناکام کوشش کرتی رہتی ہے۔ **گزشتہ سالوں میں خواہ کوئی بھی حکومت آئی ہو، خواہ نواز شریف کی ہو یا پیپلز پارٹی کی، یا مشرف کی یا عمران خان کی۔۔۔ الحمدللہ رب العالمین، بحیثیت مجموعی پاکستانیوں کا معیار زندگی گزشتہ 30 سالوں میں بہت بہتر ہوا ہے۔** اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے، کئی مسائل کے باوجود بھی پاکستان معاشی، دفاعی، اور معاشرتی تقریباً تمام ہی شعبوں میں بہتر ہوتا جا رہا ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے، کہ کرپشن اور کئی لوگوں کی نااہلی کی وجہ سے یہ ترقی کی رفتار اتنی تیز نہیں رہ سکی، جتنا شاید ہماری خواہش تھی۔ مگر اتنے بھی برے حالات نہیں جتنے یہ مایوسی بریگیڈ مافیا والے شور مچاتے ہیں۔

پاکستان کا عربی ترجمہ، مدینہ منورہ بنتا ہے (پاک لوگوں کے رہنے کی جگہ)۔ اور مدینہ منورہ کا اردو ترجمہ، پاکستان بنتا ہے۔ یہ کوئی اتفاق نہیں۔ کبھی سوچو۔۔ پاکستان 27 رمضان المبارک کو بنا۔۔ یہ کوئی اتفاق نہیں۔۔۔ امریکہ، اسرائیل، بھارت اور دنیا کی لاکھ کوششوں کے باوجود پاکستان دنیا کی اکلوتی مسلمان ایٹمی طاقت بن گیا ہے۔ یہ کوئی اتفاق نہیں ہے۔ گزشتہ 20 سالوں میں، دنیا کو انتہائی کوششوں کے باوجود پاکستان

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

کا میزائل پروگرام دنیا کے بہترین میزائل پروگرام میں تبدیل ہو چکا ہے۔ یہ کوئی معمولی بات یا اتفاق نہیں ہے۔

میں تو صرف مایوسی پھیلانے کے خلاف ہوں۔ پاکستان کی سیاسی، فوجی، اور مذہبی قیادت سے کئی غلطیاں ضرور ہوئی ہیں، مگر الحمدللہ رب العالمین، ہم سب نے ان غلطیوں سے بہت سیکھا ہے۔ مایوس مت ہوں، انشاءاللہ تعالیٰ پاکستان بہت آگے جائے گا، ان شاءاللہ تعالیٰ، جلد ہی پاکستان اپنی غلطیوں کا ازالہ کر کے، اور اپنی غلطیوں سے سبق سیکھ کر مستقبل میں اقوام عالم میں باعزت مقام حاصل کر لے گا۔

10۔ کئی لوگوں کے مطابق ملٹی نیشنل کمپنیاں اور بڑے پاکستانی کاروباری ادارے قوم کو لوٹتے ہیں، اور انتہائی زیادہ منافع کماتے ہیں، دوسری طرف کئی ملٹی نیشنل کمپنیاں اور بڑے پاکستانی کاروباری افراد پاکستان میں اپنا کاروبار فروخت کر کے جا رہے ہیں۔ آخر حقیقت کیا ہے۔؟

کئی پاکستانی آج کل بڑی پریشانی کا اظہار کر رہے ہیں کہ ، کئی ملٹی نیشنل کمپنیاں پاکستان سے اپنا کاروبار فروخت کر کے واپس اپنے ممالک میں کیوں جا رہی ہیں۔ اور کئی بڑی پاکستانی کمپنیاں بھی اپنا کاروبار پاکستان میں بند کیوں کر رہی ہیں۔ اس طرح تو پاکستان میں بے روزگاری مزید بڑھے گی، اور نوکریوں کا مسئلہ مزید بڑھ جائے گا۔ حالانکہ کہ کچھ عرصہ پہلے تک ان ہی لوگوں نے شور مچایا ہوا تھا، کہ یہ بڑی بڑی کمپنیاں تو چور ہیں اور پاکستان کو یہ امیر لوگ اور بڑی کمپنیاں نچوڑ کر کھا چکی ہیں، ہائے ہائے وغیرہ۔۔۔

کچھ عرصہ پہلے تک ان ہی پاکستانیوں کے مطابق پاکستان میں بڑی کمپنیوں اور کاروباری افراد کا منافع تو انتہائی زیادہ ہے، اور یہ امیر لوگ پاکستانی غریب عوام کو کھا گئے ہیں۔ اگر پاکستان میں کاروباری افراد کا منافع اتنا ہی زیادہ ہوتا تو یہ کمپنیاں پاکستان کو چھوڑ کر واپس کیوں جاتیں۔؟ ان مایوسی پھیلانے والے پاکستانیوں کو تو اب خوش ہونا چاہیئے کہ پاکستانیوں کی جان ان بڑی اور امیر کمپنیوں سے جان چھوٹی، لیکن بجائے خوش ہونے کے

اب ان کو ان بڑی کمپنیوں کے فوائد نظر آنے شروع ہو گئے ہیں۔ یعنی پہلے بڑی کمپنیوں اور کاروباری افراد کو گالیاں دینا اور ذلیل کرنا، اور اگر وہ کاروبار بند کر دیں تو ان کی یاد میں پریشان ہونا، اور ان کے دوبارہ آنے کی خواہش کرنا۔

معیشت کے لیئے جمہوریت یا مارشل لاء سے زیادہ اہم 2 چیزیں ہیں۔ پہلی چیز اپنی عوام سے سچ بولنا، اور دوسری چیز اپنے عوام کے مفاد میں سخت اور کڑوے فیصلے کرنے کی صلاحیت رکھنا۔ پاکستان میں ایک رواج بن چکا ہے، بزنس مین کو گالی دینا، کبھی دوائی مافیا کہ کر، کبھی سیمنٹ مافیا کہ کر، کبھی آٹا مافیا کہ کر تو کبھی پٹرول مافیا کہ کر وغیرہ وغیرہ۔۔۔

پاکستانی سیاسی لیڈران جب اپوزیشن میں ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ مہنگائی بہت زیادہ ہے، اور ہم اگر حکومت میں آئے تو کم کر دیں گے، حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ معیشت کے لیئے ڈرامے بازی نہیں بلکہ عالمی معیشت کے اصولوں کو اپنانا پڑتا ہے، لیکن عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لیئے ہمارے قائدین عوام کو سبز باغ دکھاتے ہیں اور سچ نہیں بتاتے۔ کاروباری افراد آسان نشانہ ہوتے ہیں، لہذا حکومتیں کاروباری افراد کو گالی بنا کر عوام کی ہمدردیاں حاصل کر لیتے ہیں، اور عوام کے دلوں میں بزنس مین کے لیئے نفرت بھر دیتے ہیں۔

جس طرح بھٹو نے عوام کو بزنس مین کے خلاف کر کے پاکستان کی تمام فیکٹریاں حکومت کے قبضے میں لے لی تھیں اور کہا تھا، کہ یہ بزنس مین ہی مہنگائی کی جڑ ہے، لہذا مزدوروں کے حوالے کارخانے کر دیئے تھے۔ لیکن کچھ ہی عرصہ میں کارخانے بند ہونے شروع ہو گئے اور فیکٹریاں ویران ہونے لگ گئیں، پھر احساس ہوا کہ، بزنس مین تو انتہائی قابل دماغ تھے، جو کاروبار چلا رہے تھے۔ جب مزدور، اور دیگر فیکٹری ملازمین کارخانے اور کاروبار نہ چلا سکے اور حکومت بھی ناکام ہو گئی، تو پھر حکومت نے منتیں کر کے فیکٹری و کاروبار مالکان سے درخواست کی کہ واپس آئیں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اپنے کاروبار خود چلائیں اور لوگوں کو بھی روزگار دیں۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

لیکن کئی بزنس مین دوبارہ کاروبار میں واپس نہیں آئے، بھٹو حکومت کی اس جہالت کا خمیازہ پاکستانی قوم آج تک بھگت رہی ہے۔ لہذا عوام کے اندر دوسروں کے لیئے نفرتیں پیدا کر کے سیاست کرنا جہالت ہے۔

اگر پاکستان میں دوائیاں بنانے میں انتہائی منافع ہوتا، تو پاکستان میں موجود تمام ملٹی نیشنل دوائی بنانے والی کمپنیاں پاکستان سے کاروبار فروخت کر کے پاکستان سے واپس کیوں چلی گئی ہیں۔؟ ذرا سوچیں۔۔۔

اگر پاکستان میں کاروبار میں انتہائی منافع مل رہا ہے تو پھر ICI جیسی ملٹی نیشنل کمپنی پاکستان میں اپنا تمام کاروبار بند کر کے واپس کیوں چلی گئی ہے؟؟ ذرا سوچیں، آخر TOTAL اور SHELL جیسی ملٹی نیشنل کمپنیوں نے پاکستان میں اپنا کاروبار فروخت کیوں کیا۔۔؟ آخر Telenor نے پاکستان میں اپنا کاروبار PTCL کو فروخت کر کے واپسی کا سفر کیوں کیا؟؟

ہم یہ نہیں کہ رہے کہ برنس مین فرشتے ہیں ، اور ان سے کوئی غلطی نہیں ہوتی، جس طرح فوج، عدلیہ، سیاست دانوں، بیوروکریسی، علماء کرام ہر طبقہ میں اچھے برے لوگ موجود ہوتے ہیں، اسی طرح بزنس مین میں بھی اچھے اور برے ہر طرح کے لوگ مل جائیں گے۔ لیکن اپنے ذاتی مفاد کے لیئے عوام کے دلوں میں کسی دوسرے کے لیئے نفرت پیدا کرنا بہت بڑی جہالت ہے۔ اس سے ہم سب کو بچنا چاہیئے۔ رزق بے شک اللہ تعالیٰ ہی عنایت فرماتے ہیں، لیکن یہ کاروباری شخصیات اور کمپنیاں رزق کا وسیلہ ہیں، ان کی بھی قدر کرنا سیکھیں۔

اللہ تعالیٰ، نبی کریم ﷺ کے طفیل ہم سمیت تمام مسلمانوں کو فوری ہدایت عطاء فرمائیں اور ہمارے تمام گناہ فوری معاف فرمائیں اور ہم سب کو ہر بیماری اور تکلیف سے فوری آور مکمل شفاعطا فرمائیں اور ہم سب کو ہمیشہ خوش و خرم اور آباد رکھیں۔ آمین

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

11۔ ملکی معیشت کے لیے بہتر کیا ہے؟ جمہوریت یا مارشل لا، (ڈیکٹیٹر شپ)۔ دیکھئے کہ 1991 کے بدترین معاشی بحران سے بھارت کیسے نکلا۔

بھارت میں 1991 میں بھی جمہوریت تھی، اور آج بھی جمہوریت ہے۔ لیکن، 1991 میں بھارت دیوالیہ ہونے والا تھا، اور اتنے برے حالات تھے کہ بھارت کے سنٹرل بنک کا سونا، تک، بنک آف انگلینڈ میں گروی رکھنا پڑا، تاکہ صرف، 60 کروڑ ڈالر کا قرضہ حاصل کیا جا سکے۔ اور آج وہی بھارت ہے، جس کے پاس 600 ارب ڈالر سے زائد کے ذخائر موجود ہیں۔ حالانکہ 1991 میں ایک پاکستانی کی اوسط سالانہ آمدنی 412 ڈالر تھی، اور ایک بھارتی کی اوسط سالانہ آمدنی تقریباً 300 ڈالر تھی۔ جبکہ اس وقت پاکستان میں چند سال پہلے ہی ضیاء الحق کا 10 سالہ مارشل لاء ختم ہوا تھا۔ جبکہ 2021 میں، گزشتہ تقریباً 14 سال سے پاکستان میں جمہوریت ہے، ایک پاکستانی کی اوسط سالانہ آمدنی تقریباً 1800 ڈالر ہے، اور ایک بھارتی کی اوسط سالانہ آمدنی تقریباً 2200 ڈالر ہے۔

بھارت کے معاشی حالات میں بہتری تب آئی جب، بھارتی حکومت نے 1991، 1992 میں کچھ بنیادی فیصلے کیے۔

1. بھارتی حکومت نے بزنس مین پر پابندیاں ختم کر دیں، اور پرمٹ کلچر کا خاتمہ کیا۔
2. بھارتی حکومت پہلے فیکٹریوں کی مصنوعات کی قیمتوں کا تعین خود کرتی تھی۔ اس سسٹم کو ختم کیا گیا۔ ہر فیکٹری والا، اپنی چیزوں کی قیمت اپنے حساب سے رکھ سکتا تھا۔
3. ڈالر کو کھلا چھوڑ دیا گیا۔ حکومت کا کنٹرول ڈالر سے ختم کر دیا گیا۔ اوپن مارکیٹ اکانومی کا سسٹم لانچ کر دیا گیا۔
4. ملٹی نیشنل کمپنیوں کو بھارت میں کاروبار کرنے کی اجازت دی گئی۔ اور حکومتی عمل دخل کو کاروباری شخصیات سے کم سے کم کر دیا گیا۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

ان اقدامات کے بعد بھارت میں مہنگائی کا ایک سیلاب آگیا، اور افراط زر Inflation تقریبا 30 فیصد سے بھی بڑھ گیا۔ مگر بھارتی حکومت نے عوام کی تنقید اور پریشر کو برداشت کیا۔ اور آنے والے وقت میں حالات میں بہتری آنے لگی۔ بیرون ملک سے لوگ آکر بھارت میں فیکٹریاں لگانے لگے، روزگار کے مواقع عوام کو ملنے لگے اور ملک میں ترقی کا دور شروع ہونے لگا۔ **دوسری طرف، چین، دوبئی، سعودی عرب، میں جمہوریت نہیں ہے، مگر معاشی حالات پھر بھی بہت اچھے ہیں**۔ کیونکہ، معاشی پالیسیاں اچھی بنائی ہیں اور ان پر سختی سے عمل بھی کیا جاتا ہے۔ تو ثابت ہوا، **معیشت کا تعلق** جمہوریت یا ڈیکٹیٹر شپ سے اتنا نہیں ہے، **جتنا** درست معاشی پالیسیوں سے ہے۔

چند تجاویز، پاکستانی معیشت کی بہتری کیلیے

1۔ ڈالر کو زبردستی کم قیمت پر رکھنے کی کوشش مت کریں۔ بلکہ ڈالر کو کھلا چھوڑ دیں۔

2۔ صرف عوام کی وقتی خوشی اور حمایت حاصل کرنے کے لیئے قیمتوں کو زبردستی کم کرنے کے ڈرامے کرنا چھوڑ دیں۔

3۔ فری مارکیٹ اکانومی کو اپنائیں، اور سٹیل مل، اور اس جیسے اداروں کو فوری طور پر فروخت کر دیں۔

4۔ کمران عوام کو سچ بتائیں، عوام کو خوش کرنے کے لیے جھوٹی خوشخبریاں نہ سنایا کریں، بلکہ **ملکی** مفاد میں سخت معاشی فیصلے کرنے کی ہمت پیدا کریں

جمہوریت کئی کمزوریوں کے باوجود بھی ڈیکٹیٹر شپ، سے عام طور پر بہتر ہی ہے۔ لیکن سیاسی لیڈران کو بھی درست معاشی پالیسیوں کو ہی اپنانا پڑے گا، خالی جمہوریت سے ہی کام نہیں چلے گا۔ **معیشت** کے عالمی نظام کو سمجھیں اور اس کے مطابق پالیسیوں کو ترتیب دیں۔ بھارت نے اپنی غلطیوں سے سیکھا اور آج کافی بہتر حالت میں ہے۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

12۔ پاکستانی بزنس، اور معیشت کا ایک انتہائی مثبت پہلو۔ جو اس کی اصل طاقت ہے۔

کبھی آپ نے سوچا، کہ دنیاوی طور پر ہماری GDP بھی کم ہے، Per Capita Income بھی کم ہے، مگر پھر بھی، الحمدللہ رب العالمین، ہمارے ملک میں کاروبار انتہائی تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے۔ ڈالر کے جھٹکے، Covid اور دیگر کئی مشکلات کے باوجود بھی پاکستانی اکانومی اتنی بری نہیں جا رہی، جتنا ظاہری طور پر ہونی چاہیئے۔

امریکہ، اور یورپ میں، گھر، گاڑیاں، بلکہ موبائل فونز تک Credit پر خریدے جاتے ہیں۔ یعنی صرف 10 یا 20 فیصد دے کر گھر، کاروبار، گاڑیاں لے لو، باقی عمر بھر قسطیں جمع کرواتے رہو۔ یعنی جو آپ کا نہیں ہوتا، وہ آپ کے پاس ہوتا ہے، مگر اصل میں آپ اُس کے مالک نہیں ہوتے۔

ہوتا وہی ہے، جو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں، مگر دنیاوی طور پر پاکستانی بزنس کی سب سے بڑی طاقت، Cash Economy ہے۔ پاکستان کا 90 فیصد سے زیادہ کاروبار کیش پر ہوتا ہے۔ پاکستان میں گھر یا زمین کی خریداری 95 فیصد لوگ کیش پر کرتے ہیں۔ پاکستان میں گاڑیاں بھی 80 فیصد سے زیادہ کیش پر خریدی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے، پاکستان میں جس کے پاس جو ہے، جتنا ہے، اس کا اپنا ہے۔ 100 فیصد اپنا۔ جبکہ امریکہ اور یورپ کے اکثر لوگوں کے پاس جو نظر آتا ہے، وہ اصل میں ان کا اپنا نہیں ہوتا، بلکہ بنکوں یا دیگر مالیاتی اداروں کا ہوتا ہے۔ الحمدللہ رب العالمین، Cash Based Economy, میں برکت بھی زیادہ ہوتی ہے، اور طاقت بھی انتہائی زیادہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے Cash Based Economy وہ تمام جھٹکے برداشت کر سکتی ہے، جس کا Credit Based Economic System تصور بھی نہیں کر سکتا۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

بے شک پاکستان میں مہنگائی بہت بڑھی ہے، لیکن الحمدللہ رب العالمین، لوگوں کی قوت خرید میں بھی گزشتہ 30 سال میں بہت اضافہ ہوا ہے۔

گزشتہ 30 سالوں میں خواہ کوئی بھی حکومت آئی ہو، خواہ نواز شریف کی ہو یا پیپلز پارٹی کی، یا مشرف کی یا عمران خان کی۔الحمدللہ رب العالمین، بحیثیت مجموعی پاکستانیوں کا معیار زندگی گزشتہ 30 سالوں میں بہت بہتر ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے، کئی مسائل کے باوجود بھی پاکستان معاشی، دفاعی، اور معاشرتی تقریبا تمام ہی شعبوں میں بہتر ہوتا جارہا ہے۔یہ بھی ایک حقیقت ہے، کہ کرپشن اور کئی لوگوں کی نااہلی کی وجہ سے یہ ترقی کی رفتار اتنی تیز نہیں رہ سکی، جتنا شاید ہماری خواہش تھی۔مگر اتنے بھی برے حالات نہیں جتنے کئی لوگ شور مچاتے ہیں۔

13۔ چند اہم کاروباری نکات۔۔

1۔ اپنی زبان اور وعدہ پر ہمیشہ قائم رہیں۔

2۔ احتیاط اور وہم کا فرق سمجھیں۔ضرورت سے زیادہ احتیاط میں مت پڑا کریں۔

3۔ کاروباری فیصلے کرنے میں زیادہ دیر مت کیا کریں۔مناسب دیکھ بھال کر جلد فیصلہ کرلیا کریں۔

4۔ کاروباری نقصان پر بہت زیادہ پریشان مت ہوا کریں۔اور منافع پر ضرورت سے زیادہ خوش بھی مت ہوا کریں۔اعتدال کا دامن ہاتھ سے مت جانے دیں۔

5۔ وہ بننے کی کوشش مت کریں، جو آپ نہیں ہیں۔نہ اپنے آپ کو دھوکہ دیں، نہ دوسروں کو متاثر کرنے کی کوشش کریں۔

6۔ لوگوں پر اعتماد کرنا سیکھیں، بے شک کئی لوگ دھوکہ بھی دیتے ہیں، مگر آپ اکیلے کچھ نہیں کر سکتے، لہذا اچھے لوگوں پر مشتمل ٹیم بنانا سیکھیں، اور لوگوں کو اختیار دیں، ہر کام میں خود اکیلے ہی فیصلے مت کیا کریں۔

7۔ اپنے بجٹ میں رہ کر کام کرنا سیکھیں۔ادھار اور قرض سے زیادہ سے زیادہ بچنے کی کوشش کریں۔

8۔ لوگوں کا پیسہ مارنے کی نیت کبھی مت رکھیں۔

9۔ بہت زیادہ سوچ، کاروبار کے لیئے انتہائی خطرناک ہے۔ کیونکہ اس طرح انسان وہمات کا شکار ہو جاتا ہے۔ مثبت سوچ رکھا کریں۔ مایوس مت ہوا کریں۔ اپنے رب پر بھروسہ کرنا سیکھیں۔

10۔ اپنی غلطیوں کو تسلیم کرنا سیکھیں، اور لوگوں سے ضرورت سے زیادہ متاثر مت ہوا کریں۔

11۔ محنت اور ایمانداری، کو اپنا شیوہ بنالیں۔ جھوٹ کو اپنے سے الگ کر لیں۔

14۔ آج سے چند سو سال پہلے تک، ترکی، ہندوستان، اور عرب کے علاقے دنیا کے ترقی یافتہ ترین علاقے تھے، جبکہ آج یہی علاقے یورپ اور مغرب کے آگے انتہائی پسماندہ اور غریب ہیں۔ آئیے، آج مل کر ان معاملات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

1: **کئی سو سال تک یورپ پادریوں کے چنگل میں پھنسا رہا،** یہ پادری طبقہ عوام سے خوب چندے اکھٹے کرتا تھا، اور دین کے نام پر مسلمانوں کے خلاف جنگوں پر بھی اکساتا تھا، اور کہتا تھا، کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، اور ہم کو شکست نہیں ہو سکتی۔ مگر جب صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس کو فتح کیا، اور اس سے ان جنونی پادریوں کا موقف غلط ثابت ہو گیا۔ یہ تھا وہ پہلا موقع جب، عام عوام نے پادریوں کے خلاف سوچنا شروع کر دیا، کہ پادری تو جھوٹ کہتے تھے، کہ ہمیں شکست تو ہو ہی نہیں سکتی۔

2: **یورپ کے اکثر حصوں میں عام تعلیم پر پابندی تھی،** فلسفہ، سائنس، اور دیگر علوم پر نہ صرف کئی مقامات پر پابندی تھی، بلکہ ارسطو، افلاطون وغیرہ کی کتابیں رکھنے پر باقاعدہ پابندی تک تھی۔ تاکہ لوگ آزاد سوچ نہ رکھ سکیں۔ بائبل کی مختلف زبانوں میں ترجمہ پر بھی پابندی تھی، عوام کو معلوم ہی نہیں تھا، کہ خدا کا اصل فرمان کیا ہے، جو پادری بتا دیتے تھے، اسی کو تسلیم کرنا پڑتا تھا۔ ریاست اور سیاست میں پادریوں کا شدید عمل دخل تھا۔

3: جہالت اس حد تک بڑھ چکی تھی، کہ پادریوں نے باقاعدہ چندہ کی رسیدیں دینی تک شروع کردیں، جو جنت کے ٹکٹ کے نام سے مشہور ہوئیں۔ کہ جتنا زیادہ چندہ، اتنا زیادہ آرام اور سکون جنت میں۔ ان چندوں سے گرجا گھر تعمیر ہوتے، اور ان سے منسلک پادریوں کی شاندار رہائش گاہیں تعمیر ہوتی تھیں۔ پادریوں کا گزر بسر ان ہی چندوں پر ہوتا تھا، اور وہ لوگوں کو ہر لحاظ سے کمتر ثابت کر کے، انہی عام لوگوں پر حکمرانی کرتے تھے۔

یورپ میں تبدیلی کب اور کیسے آئی۔۔۔

یورپ کے لوگوں کے دماغ کی بتی کو روشن کرنے میں ایک بہت بڑا رول ایک سرکش پادری کا ہی تھا۔ جس نے بائبل کا جرمن زبان میں ترجمہ کر کے لوگوں کو بتایا کہ ،دیکھو، خدا ہم سے کیا کہتا ہے، اور روایتی پادری تم کو کیا کہتے ہیں۔ اس پادری کا نام مارٹن لوتھر تھا، اور بائیبل کا جرمن زبان پر ترجمہ میں اس پر مقدمہ بھی قائم ہو گیا۔ مارٹن لوتھر نے پوسٹر بنایا، جس میں روایتی پادریوں سے 90 سے زائد سوالات کا جواب مانگا گیا۔ پادریوں کے پاس ان سوالات کے جوابات نہیں تھے۔ مگر اس پوسٹر والے عمل سے عام عوام پر روایتی پادریوں کی اصلیت کھل کر آ گئی۔ مارٹن لوتھر، روپوش ہو گیا، اس کی کتابوں کو آگ لگا دی گئی، مگر یہ تحریک بند نہ ہو سکی، لوگوں کے شعور کا سفر شروع ہو گیا تھا۔ آنے والے چند سالوں میں یورپ کے کئی ممالک نے روایتی پادریوں کا باقاعدہ بائیکاٹ کر دیا، اور آزادانہ سوچ کو فروغ دینا شروع کر دیا، فلسفہ، سائنس اور دیگر مضامین کی تعلیم دوبارہ شروع کر دی گئی۔ اور ساتھ ساتھ کارخانے اور فیکٹریاں لگانی شروع کر دی گئیں۔ اور اس طرح Industrialization کا ایک سفر شروع ہو گیا۔

برصغیر، ترکی اور عرب، میں الٹا کام شروع ہو گیا، سائنس، فلسفہ اور دیگر مضامین پر کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔ کارخانوں اور فیکٹریوں پر توجہ نہیں دی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا، کہ مغل بادشاہ، جہانگیر کو انگریزوں نے بندوق کا تحفہ دیا۔ برصغیر کے حکمرانوں، اور ترکی کے حکمرانوں نے خود بندوق اور جدید اسلحہ بنانے پر کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔ کیونکہ یہاں اعلی تعلیم یافتہ لوگ اور اعلی دنیاوی تعلیم کے ادارے موجود ہی نہیں تھے۔ اور نہ

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

ہی یہ حکمرانوں کی ترجیح رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ، 1600 سے لے کر 1850 تک یورپ سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں بر صغیر، ترکی، اور عرب سے بہت آگے نکل گیا۔ مسلمان اپنی ذاتی جائیدادیں بنانے، باہمی لڑائیوں، فرقہ واریت وغیرہ میں ہی پڑے رہے۔

حقیقت یہ ہے، کہ گورے کو گالیاں دینے سے بات نہیں بنے گی، اپنے آپ کو ہمیں علم، سائنس کے میدان میں منوانا ہوگا۔ آج گورا تو مریخ پر جا رہا ہے۔ اور ہم صرف باتوں کے ہی شیر رہ گئے ہیں۔ آتا جاتا کچھ ہے نہیں، باتیں اور دعوے دنیا جہاں کے کروالیں ہم سے۔

آخراب کریں تو کیا کریں- یورپ کی ترقی کا سفر تب شروع ہوا تھا، جب عوام تک بائیبل کا ترجمہ پہنچا تھا، اور لوگوں کا شعور بلند ہونا شروع ہوا تھا۔ سب سے پہلے قرآن پاک کا اردو یا انگریزی ترجمہ پڑھنا شروع کریں، ان شاءاللہ تعالیٰ، اس سے آپ کا شعور بلند ہونا شروع ہوگا۔ قرآن وحدیث، کے ساتھ دنیاوی تعلیم اور دنیاوی معاملات میں بھی خوب حصہ لیں، اور کسی بھی عالم دین یا سیاسی لیڈر کی اندھی تقلید میں مبتلا مت ہوں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، دین اور دنیا دونوں میں کبھی ناکام نہیں ہوں گے۔

15۔ کاروبار اور پیسہ کمانے میں کتنا عمل دخل قسمت کا ہوتا ہے، اور کتنا انسان کی اپنی محنت کا ہوتا ہے؟

کبھی سوچا ہے کہ آج، ہندو، عیسائی اور یہودی انتہائی امیر ہیں۔ جبکہ مسلمان مجموعی طور پر پوری دنیا میں غریب اور ناکام کیوں ہیں؟ یاد رکھیں، کہ اللہ تعالیٰ، صرف رب المسلمین ہی نہیں ہے، بلکہ وہ رب العالمین ہے۔ وہ صرف مسلمانوں کا ہی مالک و خالق نہیں ہے، بلکہ کفار کا بھی ہے۔ کچھ قوانین قدرت ہیں، جن پر جو بھی عمل کرے گا، فائدہ اٹھالے گا۔ خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ جو محنت، ایمانداری، لگن اور سمجھداری سے کام کرتا ہے، اور

لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتا ہے، لوگوں کی مدد کرتا ہے، اور لوگوں کی دعائیں لیتا ہے، اور تکبر سے دور رہتا ہے، تو ایسا انسان، اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اکثر کامیاب ہی رہتا ہے۔

کچھ معاملات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو بالکل اختیار نہیں دیا ہے، مثلا، وہ کب اور کس کے گھر پیدا ہو گا۔ وہ کب، کس جگہ اور کس طرح مرے گا۔ دوائی اور علاج سے تکلیف میں آرام تو مل سکتا ہے، مگر زندگی میں اضافہ نہیں ہو سکتا ہے۔ مگر کئی معاملات میں انسان بالکل آزاد ہے، مثلا اپنی پسند سے جب چاہے اپنا مذہب یا فرقہ تبدیل کر لے، اپنی مرضی سے اچھائی یا بدکاری کا انتخاب کر لے۔ چاہے تو شراب نوشی کرے، چاہے تو 2 نمبر کاروبار کرے، چاہے تو کسی کو دھوکہ دے کر پیسے کمائے، چاہے تو ایمانداری سے کاروبار کرنا کے پیشہ کمائے۔

آج کل، مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد، سستی، جذباتیت، اور تعلیم کی کمی کا شدید شکار ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں میں اپنے اپنے سیاسی اور مذہبی قائدین کی اندھی تقلید اور محبت کی بیماری انتہائی بدترین طریقے سے داخل ہو چکی ہے۔ اپنے سیاسی یا مذہبی مخالفین سے شدید نفرت امت مسلمہ کا المیہ بن چکا ہے۔ جذباتی اور جوشیلی تقاریر کرنے والے مذہبی اور سیاسی قائدین امت کی محبت کا محور ہیں۔ خواہ اصل میں ان قائدین کے اپنے پلے کچھ بھی نہ ہو۔

اعلی مقام حاصل کرنے کے لئے، صرف خواہش کرنا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ عملی کوشش (سعی)، کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ خواہ دین میں ہو یا دنیا میں۔

فرمان الٰہی: جو شخص بھی دنیا کا طلب گار ہے ہم اس کے لئے جلد ہی جو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں، پھر اس کے بعد اس کے لئے جہنم ہے جس میں وہ ذلّت و رسوائی کے ساتھ داخل ہو گا۔ اور جو شخص آخرت کا چاہنے والا ہے اور اس کے لئے ویسی ہی سعی بھی کرتا ہے، اور صاحبِ ایمان بھی ہے، تو اس کی سعی یقیناً مقبول قرار دی جائے گی۔ سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 18 اور 19

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

یہ حقیقت ہے کہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں، جو کم تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود بھی دُنیاوی طور پر بہت کامیاب ہیں۔ لیکن عام طور پر تعلیم یافتہ اور محنتی لوگ ہی دُنیاوی طور پر زیادہ کامیاب رہتے ہیں۔ جس معاشرے میں تعلیم عام ہے اور لوگ محنتی بھی ہیں، وہ معاشرے اُتنے ہی زیادہ دُنیاوی طور پر خوشحال بھی ہیں۔ امریکہ اور یورپ اس کی ایک مثال ہیں۔ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ، سائنس، اور جدید دنیاوی تعلیم سے بھی خوب ہمکنار کریں۔ تاکہ ہم قرآن و حدیث اور دنیاوی تعلیم کے بہترین امتزاج کے ساتھ دنیا میں مسلمانوں کا لوہا منوا سکیں۔ لہذا انسان کو چاہیے، کہ، وہ محنت اور ایمانداری کے ساتھ اپنا کام کرے، جتنا اُس کے اختیار میں ہو۔ اور پھر اپنے رب سے کامیابی کے لیے دُعا بھی کرے، اور نتیجہ اپنے رب پر چھوڑ دے۔ اور اپنی زندگی کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوشنودی بنالے۔ جس کام سے لگے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہوگا، وہ کام کرلے، اور جس کام سے لگے کہ، اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا، اُس سے بچے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ، دُنیا اور آخرت کی کامیابی ہمیشہ ملے گی۔

16۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ، پاکستان ایک غیر محفوظ ملک ہے۔ کیا پاکستان میں انسان کا جان و مال، اولاد اور ایمان، زیادہ محفوظ ہے، یا امریکہ، یورپ، UAE، سعودی عرب، وغیرہ میں ہے؟ آج حقائق جانیئے۔

واقعی امریکہ، یورپ، دبئی اور سعودی کی محبت میں مبتلاء کئی لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ، شاید پاکستان میں وہ غیر محفوظ ہیں، جبکہ حقائق کچھ اور ہی ہیں۔ پاکستان اور امریکہ کی آبادی میں کوئی بہت زیادہ فرق نہیں ہے، پاکستان کی آبادی تقریباً 23 سے 24 کروڑ ہے، جبکہ امریکہ کی آبادی تقریباً 34 کروڑ ہے۔

لیکن امریکہ میں اچھی سڑکوں اور اچھی گاڑیوں کے باوجود سالانہ تقریباً 45 ہزار سے زائد لوگ ٹریفک حادثات میں مارے جاتے ہیں۔ جبکہ پاکستان میں خراب سڑکوں، کمزور گاڑیوں اور کمزور ٹریفک قوانین کے

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

باوجود، یہ تعداد تقریبا28ہزار اموات سالانہ ہے۔امریکہ میں اعلی ترین ہسپتال اور طبّی سہولیات، مگر COVID سے 11لاکھ سے زیادہ لوگوں کی اموات ہوئی ہیں، پاکستان میں غربت اور طبّی سہولیات کا شدید فقدان، مگر اللہ تعالٰی کی مہربانی سے پاکستان میں بہت بچت ہوئی، اور تقریبا30ہزار افراد کی اموات ہوئی ہے۔امریکہ میں سالانہ تقریبا35سے40ہزار لوگ Gun Violance (دہشت گردی)، سے ہلاک ہوجاتے ہیں۔جبکہ پاکستان میں گزشتہ 20 برس سے تقریبا1لاکھ20ہزار، لوگ دہشت گردی وغیرہ سے شہید ہوئے ہیں۔یعنی تقریبا6ہزار لوگ سالانہ۔ہم پاکستانی بدنام زیادہ ہیں، بد اتنے نہیں ہیں۔

یعنی امریکہ میں مرنے کے دنیاوی طور پر امکانات پاکستان سے کئی گنا زیادہ ہیں۔ لہذا امریکہ میں رہنا کوئی زندگی کی ضمانت نہیں ہے۔**یہ تو میرے رب کی مرضی ہے،** کہ، کسی کو کتنا زندہ رکھے اور جہاں چاہے موت دے دے۔لہذا پاکستان سے بھاگ کر آپ اپنی زندگی بڑھا نہیں سکتے ہیں۔اصل طاقت تو میرے رب کے اختیار میں ہے۔

جن معاشروں میں ہم جنس پرستی، قانونی طور پر بھی جائز ہو، وہ معاشرے گند کے ڈھیر ہیں۔اس گندی کے ڈھیر میں اپنے بچوں کو تربیت کرنا انتہائی مشکل ہے۔پاکستان میں کئی کمزوریاں اپنی جگہ، لیکن شاید ہم اتنے بھی بد نہیں ہیں، جتنے بدنام ہیں۔جس معاشرے میں جان کے محفوظ ہونے کی کوئی گارنٹی نہیں، اوپر سے اخلاقی اقتدار کی بھی تباہی نظر آرہی ہو، پھر رہ کیا جاتا ہے، صرف دنیاوی مالی بہتری وغیرہ۔۔۔

یہ حقیقت ہے کہ، دنیاوی مالی لحاظ سے پاکستان ،امریکہ یا یورپ وغیرہ سے کمزور ضرور ہے۔لیکن اللہ تعالٰی کی مہربانی سے حالات اتنے بھی برے نہیں ہیں جتنے کئی مایوسی پھیلانے والے لوگ کہتے ہیں۔90کی دہائی میں 30سے40گھروں میں ایک گاڑی ہوتی تھی۔وہ بھی سوزوکی FX یا مہران۔سڑکوں پر سائیکلیں اور موٹر سائیکل ہی نظر آتے تھے۔کیونکہ عام پاکستانی گاڑی خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے گزشتہ 30 سے 40 برسوں میں پاکستانیوں کی قوت خرید میں بھی بہت اضافہ ہوا ہے۔ کئی کمزوریوں اور بدانتظامیوں کے باوجود کروڑوں پاکستانی سائیکل سے موٹر سائیکل اور گاڑیوں پر شفٹ ہو چکے ہیں۔ آج خواہ حیدر آباد ہو، یا ساہیوال، یا پشاور ہو، یا مردان، کراچی ہو یا کوئٹہ، لاہور ہو یا فیصل آباد، پاکستان کی سڑکیں گاڑیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر سے آج ایک عام پاکستانی گاڑی اور اچھی موٹر سائیکل خرید سکتا ہے، جس کا چند سال پہلے تصور بھی عام پاکستانی کے لیئے خواب تھا۔ **شام کے وقت جس طرح شدید ترین غربت اور معاشی بدحالی کے مارے ہوئے لوگ آپ کو ڈھاکہ، دہلی اور بمبئی کی سڑکوں پر لاکھوں کی تعداد میں نظر آتے ہیں، الحمد للہ رب العالمین، پاکستان میں اس کا تصور تک نہیں ہے۔**

جہاں تک تعلق ہے، UAE اور سعودی عرب کا، وہاں پر ہم پاکستانی ایک مسلسل خوف کی فضاء میں رہتے ہیں، کہ غلطی سے بھی حکومت کے خلاف کوئی پوسٹ ہمارے Facebook یا واٹس ایپ سے شیئر نہ ہو جائے، ورنہ خاندان سمیت ہی غائب نہ ہو جائیں۔ عربی ہم کو دوسرے اور تیسرے درجے کا شہری سمجھتے ہیں، اور ہماری کتنی عزت کرتے ہیں، وہ ہم سب خوب جانتے ہیں۔ خواہ وہاں اب سور کا گوشت بکے یا بازاروں میں شراب عام ملے، یا مرد و خواتین نیم برہنہ بازاروں میں پھریں، کوئی وہاں ذرا اپنے زبان تو کھول کر تو دکھائے۔

لاکھ کمزوریوں اور کے باوجود، آج جتنا پریکٹیکل اسلام پاکستان میں موجود ہے، اتنا دنیا کے کسی دوسرے ملک میں نہیں ہے۔ **پاکستان میں کئی مشکلات ضرور ہیں، کرپشن ہے،** انتظامی نااہلی ہے، تعلیمی کمی ہے، غربت ہے وغیرہ وغیرہ، لیکن الحمد للہ رب العالمین، اتنے بھی مسائل نہیں ہیں، جتنے کئی مایوسی پھیلانے والے لوگ کہتے ہیں۔ **ہمارا سب سے بڑا مسئلہ، دنیاوی تعلیم کا شدید فقدان اور قرآن و حدیث سے دوری ہے۔ ایک طرف تو** دنیاوی تعلیم خوب حاصل کریں، تو ساتھ ساتھ قرآن و حدیث کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، دین اور دنیا دونوں میں ہمیشہ کامیاب ہی رہیں گے۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

17۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ، پاکستان کے حالات بہت خراب ہیں، اسی لیئے، پاکستان کے ذہین اور قابل لوگ پاکستان کو تیزی سے چھوڑ کر امریکہ یا یورپ وغیرہ میں شفٹ ہوتے جا رہے ہیں۔

ان مایوسی پھیلانے والے لوگوں سے کہیں، کہ جناب فکر مت کریں، الحمدللہ رب العالمین، قابل اور ذہین لوگ آج بھی پاکستان میں نہ صرف موجود ہیں، بلکہ کامیاب زندگی بھی گزار رہے ہیں۔ قابل اور ذہین لوگ ہر شعبہ زندگی میں اپنا فعال کردار ادا بھی کر رہے ہیں۔ جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ، گزشتہ 40 سالوں میں خواہ کوئی بھی حکومت آئی ہو، کئی کمزوریوں کے باوجود پاکستانی عوام کے معیار زندگی میں بحیثیت مجموعی انتہائی بہتری آئی ہے۔

جو لوگ پاکستان سے باہر جا کر پاکستانی حالات پر تنقید کرتے ہیں، ان سے درخواست ہے کہ، باہر بیٹھ کر تنقید کرنا بہت آسان ہے۔ اگر اس ملک سے اتنی ہی محبت ہے تو، آئیں واپس اور ہمارے مل کر پاکستان کی بہتری میں عملی کردار ادا کریں۔ خود تو اپنے بیوی بچوں کو لے کر اپنی زندگی بہتر گزارنے کے لیئے آپ خود تو باہر چلے گئے ہیں، اور اب ہم پاکستانیوں پر تنقید اور طنز کے نشتر چلاتے رہتے ہیں۔

جس آدمی کو محلے میں ایک کریانہ کی دکان چلانے کا بھی تجربہ نہ ہو، وہ بھی ملکی معیشت پر لیکچر جھاڑ رہا ہوتا ہے۔ **وہ انسان، جو مر کر بی اے پاس کرتا ہے**، اور نوکری میں بھی بس ٹوٹل کا ہی کام کرتا ہے، آتا جاتا بھی کچھ خاص نہیں ہے، اور عملی زندگی میں بھی ناکام ہے، مگر فوج، عدلیہ، بیوروکریسی اور سیاست پر ایسے بولے گا، کہ شاید اس سے بڑا افلاطون کئی اور ہے ہی نہیں۔ **یاد رہے، کسی ملک کو تباہ کرنا ہو**، تو اس کی عام عوام کو اس کے فوجی جرنیلوں، بڑے بزنس مین، ممتاز علماء کرام، اور بڑے سرکاری افسران کے خلاف کھڑا کردو۔ حالانکہ یہی وہ اصل قابل اور ذہین ترین لوگ ہوتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے، سالوں کی محنت اور ذہانت کے بعد اپنے اپنے شعبوں میں خاص مقام تک پہنچتے ہیں۔ **عام عوام کو گمراہ کر کے بتاو کہ**، یہ تمھارے ملک کے قابل ترین اور ذہین ترین لوگ ہی تمھاری محرومیوں اور تکالیف کا سبب ہیں۔ حالانکہ اصل میں دنیاوی طور پر یہی قابل

ترین لوگ ہی ملک کا نظام چلا رہے ہوتے ہیں۔ جبکہ عام عوام میں نہ تو اتنا شعور ہوتا ہے، اور نہ ہی اتنی قابلیت کہ حقائق کو سمجھ سکیں۔

حدیث پاک: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب لوگوں پر دھوکے سے بھرپور سال آئیں گے۔ ان میں جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ بد دیانت کو امانت دار سمجھا جائے گا اور دیانت دار کو بد دیانت کہا جائے گا۔ اور رُوَيْبِضَہ باتیں کریں گے، کہا گیا: رُوَيْبِضَہ (کا مطلب) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”حقیر آدمی (عام آدمی)، عوام کے معاملات میں رائے دے گا۔“ ابن ماجہ-4036

لہذا عام آدمی کو ضرورت سے زیادہ ملکی معاملات میں نہیں بولنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کی علمی اور ذہنی سطح اتنی نہیں ہے، کہ ملکی معاملات کی گہرائی کو سمجھ سکے۔ تمام دنیا میں ہی اصل معاملات اپنے اپنے ملک کے خاص لوگ ہی اصل میں چلا رہے ہوتے ہیں۔ **ہم یہ نہیں کہہ رہے، کہ ان خاص لوگوں میں کوئی کمی نہیں**، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ، یہ لوگ پاکستان کا انتہائی اہم سرمایہ ہیں، اور عام عوام ان کی فراست اور سمجھ تک نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن جو بات ان کی بھی قرآن وحدیث کے خلاف جاتی ہو، اس پر عمل مت کریں۔ کیونکہ ہدایت کا اصل سرچشمہ صرف اور صرف قرآن وحدیث ہی ہے۔

18۔ پہلے عام لوگوں اور خاص لوگوں کا فرق سمجھیں۔ تاکہ آپ کو خاص لوگوں کی قدر ہو سکے۔

عام آدمی وہ ہے، جو معاشرے میں کوئی خاص مقام نہیں بنا پاتا، مگر ان کی اکثریت اپنی ناکامی کو تسلیم کرنے کی بجائے، دوسروں پر اپنی ناکامی کا ملبہ ڈالتی رہتی ہے۔ اور دوسروں پر تنقید کرنا ان کا خاصہ ہوتا ہے۔ عام لوگوں میں بھی اچھے برے، نیک بد، ہر طرح کے لوگ موجود ہوتے ہیں۔ **جبکہ، خاص لوگ وہ ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی**

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

مہربانی سے انتہائی ذہین اور محنتی ہوتے ہیں، اور اپنے اپنے شعبوں میں انتہائی خاص مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر

1 پاکستان کے گریڈ 20 سے اوپر کے افسران،

2 پاکستان کے پہلے بڑے 500 بزنس مین،

3 پاکستان کے ٹاپ 50 کے انتہائی معتبر علماء کرام (مفتی تقی عثمانی صاحب، غامدی صاحب، ڈاکٹر اسرار احمد صاحب، پروفیسر احمد رفیق اختر صاحب وغیرہ)،

4 پاکستان کے ٹاپ کے سائنسدان (ڈاکٹر ثمر مبارک مند صاحب وغیرہ)،

5 پاکستانی فوج کے جرنیل۔

6 ہماری بڑی یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اصل میں یہ لوگ پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہیں۔ یہ لوگ پاکستان کا اصل دماغ ہیں۔ میرے جیسے عام پاکستانی کی ان شخصیات کے اور پاکستان کے آگے کوئی اوقات نہیں ہے۔ اصل میں اللہ تعالیٰ، کی مہربانی سے، یہ لوگ پاکستان کو چلا رہے ہیں۔ باقی کروڑوں پاکستانی کو ان عظیم دماغوں کی قدر کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہی دماغ کروڑوں پاکستانیوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں۔

حدیث پاک: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب لوگوں پر دھوکے سے بھرپور سال آئیں گے۔ ان میں جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ بد دیانت کو امانت دار سمجھا جائے گا اور دیانت دار کو بد دیانت کہا جائے گا۔ اور رُوَیْبِضَہ باتیں کریں گے، کہا گیا: رُوَیْبِضَہ (کا مطلب) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”حقیر آدمی (عام آدمی)، عوام کے معاملات میں رائے دے گا۔“ ابن ماجہ-4036

لہذا عام آدمی کو ضرورت سے زیادہ ملکی معاملات میں نہیں بولنا چاہیئے۔ کیونکہ اس کی علمی اور ذہنی سطح اتنی نہیں ہے، کہ ملکی معاملات کی گہرائی کو سمجھ سکے۔ تمام دنیا میں ہی اصل معاملات اپنے اپنے ملک کے خاص

لوگ ہی اصل میں چلا رہے ہوتے ہیں۔ **ہم یہ نہیں کہہ رہے، کہ، ان خاص لوگوں میں کوئی کمی نہیں،** مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ، یہ لوگ پاکستان کا انتہائی اہم سرمایہ ہیں، اور عام عوام ان کی فراست اور سمجھ تک نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن جو بات ان کی بھی قرآن و حدیث کے خلاف جاتی ہو، اس پر عمل مت کریں۔ کیونکہ ہدایت کا اصل سرچشمہ صرف اور صرف قرآن و حدیث ہی ہے۔

19۔ دنیا بھر میں بزنس مین کی 2 اہم ترین اقسام۔

پہلی قسم کے بزنس مین کا فوکس اپنی ذات اور اپنے گھر والوں کی ذاتی ترقی ہوتا ہے۔ یہ لوگ اپنے ساتھ کام کرنے والے لوگوں کا کوئی خاص خیال نہیں کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی ذات، اپنے گھر اور اپنے بیوی بچوں پر تو خوب خرچ کرتے ہیں، لیکن اپنے دفتر، فیکٹری، یا اپنے پاس کام کرنے والوں پر انتہائی ہاتھ کھینچ کر خرچ کرتے ہیں۔

یہ پہلی قسم کے لوگ عام طور پر زیادہ عرصہ کاروبار میں کامیاب بھی نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ ایک تو یہ لوگ سخت مزاج ہوتے ہیں، اور اجتماعی مشاورت پر بھی یقین نہیں رکھتے اور اکیلے فیصلے کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔ اوپر سے لوگوں پر خرچ کرنے میں بھی کنجوسی کرتے ہیں، لہذا اچھا کام کرنے والے لوگ ان کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں، یہ لوگ اپنی ذاتی جائیدادیں بنانے کا تو شوق رکھتے ہیں، مگر وہ کاروبار جو ان کا کمائی کا دنیاوی ذریعہ ہے، اس پر بھی خرچ کرنے میں کنجوسی کرتے ہیں۔ اور محدود سوچ سے کاروبار کرتے ہیں، لہذا عام طور پر ایسے لوگ زیادہ عرصہ کامیاب نہیں رہتے۔ اور جلد ہی زوال کا شکار ہو جاتے ہیں۔

دوسری قسم کے کاروباری لوگوں کا فوکس کاروبار اور اجتماعی ترقی ہوتا ہے۔ یہ لوگ اپنے گھر والوں پر بھی خرچ کرتے ہیں، مگر اپنے کاروبار اور اس سے منسلک لوگوں پر بھی انتہائی کھلے دل سے خرچ کرتے ہیں۔ یہ لوگ کاروبار کی ضروریات کو جلد پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور اپنے سے منسلک لوگوں کی ضروریات کا بھی

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

اپنے وسائل کے مطابق خوب خیال رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ لوگ اکیلے فیصلے نہیں کرتے، بلکہ اجتماعی مشاورت پر یقین رکھتے ہیں، اور نرم رویہ اختیار کرتے ہیں، اور اپنے ذاتی ترقی کے ساتھ ساتھ، اپنے ساتھ منسلک لوگوں کی ترقی کی بھی خواہش رکھتے ہیں، اور ٹیم ورک پر یقین رکھتے ہیں۔ اور ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے عام طور پر کامیاب رہتے ہیں، اور ان کے کاروبار لمبا عرصہ تک کامیابی سے ہمکنار رہتے ہیں۔

آخر میں یاد رکھیں: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ ہمیں ایمانداری اور خلوص کے ساتھ اپنی پوری کوشش کرنی ہے اور پھر نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑنا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ ہمیشہ کامیاب رہیں گے۔

قانون قدرت ہے، جو نہ صرف مسلمانوں کے لیے ہے، بلکہ باقی سب کے لیے بھی ہے ، کہ ، جو لوگ، دوسرں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتے ہیں، شائستگی سے پیش آتے ہیں، جو محنت کرتے ہیں، ایمانداری، خلوص، پیشہ ورانہ مہارت رکھتے ہیں، صبر و تحمل، اور بصیرت رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ، عام طور پر، کاروبار اور دنیا کے دیگر معمول کے معاملات میں بھی کامیاب ہوتے ہیں۔

20۔ یہ کہنا درست نہیں ہے کہ، امیر لوگ ٹیکس نہیں دیتے، جس کی وجہ سے پاکستان میں مالی مشکلات ہیں، جبکہ غریب تو بجلی کے بل، پٹرول ہر چیز پر سیلز ٹیکس دیتا ہے۔ آج حقیقت جانیئے۔

ہم پاکستانیوں کی اکثریت کو بغیر علم اور تحقیق کے باتیں کرنے اور دوسروں پر سچی جھوٹی تنقید کرنے کی بد ترین بیماری لگ چکی ہے۔ بات امیر یا غریب کی نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ امیر ہو یا غریب، اکثریت پاکستانی اصل میں جھوٹے، ٹیکس چور، کاروبار میں 2 نمبر اور اخلاق میں انتہائی گرے ہوئے ہیں۔ ایک ہوتا ہے سیلز ٹیکس اور ایک ہوتا ہے، انکم ٹیکس جو کسی بھی انسان کی تنخواہ، منافع یا آمدنی پر لاگو ہوتا ہے۔ دنیا کے اکثر ترقی یافتہ ممالک میں، انکم ٹیکس زیادہ اور سیلز ٹیکس کم لیا جاتا ہے۔ مگر پاکستان میں

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

عوام کی اکثریت میں ٹیکس دینے کا رجحان ہی نہیں ہے، جس کی وجہ سے حکومت سیلز ٹیکس لگا کر اپنے اخراجات پورے کرتی ہے۔

اگر کسی آدمی کا مہینہ میں 50 یا 100 لیٹر پٹرول استعمال ہوتا ہے، تو وہ سیلز ٹیکس بھی صرف 50 یا 100 لیٹر کے حساب سے ہی دیتا ہے، جبکہ بڑی کمپنیاں اپنے سینکڑوں ملازمین کے زیر استعمال گاڑیوں پر ہر مہینے لاکھوں لیٹر پٹرول پر سیلز ٹیکس بھی اسی حساب سے ادا کرتی ہیں۔ اسی طرح جس کا بجلی کا بل 200 یا 300 یونٹ ماہانہ آتا ہے، وہ اسی حساب سے بل پر ٹیکس دیتا ہے، اور جن کاروباری لوگوں کا بجلی کا بل کئی کئی لاکھ، اور بڑی کمپنیوں میں تو کئی کئی کروڑ ماہانہ آتا ہے، تو وہ بل پر ٹیکس بھی اسی طرح زیادہ دیتی ہیں۔ لہذا یہ کہنا درست نہیں ہے، کہ امیر لوگ یا بڑی کمپنیاں ٹیکس نہیں دیتی ہیں۔

اصل حقیقت تو یہ ہے، کہ پاکستان کی 1 فیصد سے بھی کم عوام ٹیکس فائلر ہے، جس ملک کے 99 فیصد سے زیادہ لوگ ٹیکس فائلر ہی نہ ہوں، تو ان لوگوں سے حکومت سیلز ٹیکس کے ذریعے ہی ٹیکس اکھٹا کرے گی اور کیا کرے گی۔ جبکہ بھارت میں 5 فیصد اور بنگلہ دیش میں 3 فیصد سے زیادہ لوگ ٹیکس فائلر ہیں۔ اور ہم پاکستانی 1 فیصد سے بھی کم۔ یہ ہے ہمارا اصل چہرہ اور اصل مسئلہ۔ مگر اس پر ہم عوام بات کرنا اور سننا نہیں چاہتے۔ بس دوسروں پر ہم سے تنقید کروالو، ہمیں نہ چھیڑو۔

یہ حقیقت ہے کہ، لاکھ کمزوریوں کے باوجود، بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے یہ کاروباری طبقہ ہی ہی جو اصل میں آپ کے ملک کی معیشت کا پہیہ چلاتا ہے۔ کمزوریاں ضرور ہیں، مگر کاروباری اور امیر لوگ شاید اتنے بھی برے نہیں، جتنے بدنام ہیں۔ کسی ادارے میں 100، تو کسی میں 500 اور بڑی کمپنیوں میں تو 10 ہزار سے 80 ہزار لوگ تک کام کرتے ہیں۔ رزق بے شک اللہ تعالیٰ ہی عنایت فرماتے ہیں، مگر وسیلہ کی بھی قدر کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ، رحم فرمائیں، اگر پاکستان کے صرف پہلے بڑے 1000 کاروباری افراد یا فیکٹریاں آج اپنا کاروبار بند کر دیں، تو شاید پاکستان صرف چند دنوں میں ہی دیوالیہ ہو جائے۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

خلاصہ کلام یہ ہے کہ، پاکستانی کاروباری شخصیات بھی کوئی فرشتہ نہیں ہیں،ان سے کئی غلطیاں بھی ہوتی ہیں، مگر اپنے مفاد کی خاطر عوام اور بزنس مین کے درمیان نفرت نہ ڈالیں۔کیونکہ بھٹو یہ نفرت ڈال کر اپنے وقتی سیاسی فوائد تو شاید کچھ حد تک اٹھاسکا، مگر پاکستان آج تک اس کا نقصان بھگت رہا ہے۔کاروبار سالوں میں اور کئی نسلوں کی جدوجہد سے بنتے ہیں،ان کو اپنی نفرت کی بھینٹ مت چڑھائیں۔

21۔ آخر کیا وجہ ہے، کہ، پاکستان کو امریکہ، یورپ اور بھارت کی طرح قابل، ایماندار اور اچھے حکمران نہیں ملتے؟

بھارت کے 5 فیصد، بنگلہ دیش کے 3 فیصد، جبکہ پاکستان کے صرف 1 فیصد لوگ ٹیکس فائلر ہیں،اور پاکستان کے اکثر لوگ تو اپنی آمدنی پر ڈائریکٹ ٹیکس تک نہیں دیتے۔اور حکومت مجبور ہو کر سیلز ٹیکس لگا کر کام پورا کرتی ہے،تو اس ٹیکس چور قوم کے حکمران بھی اسی طرح کے ہی ہوں گے۔جو قوم گنے کی گاڑی سے گنے تک چوری کرنے سے باز نہ آئے، کوکا کولا کی گاڑی الٹنے پر، بجائے مدد کرنے کے،الٹا،اسی گاڑی سے بوتل چوری کرنے سے باز نہ آئے۔اور آئل ٹینکر الٹنے پر، آئل چوری کرنے سے باز نہ آئے،تو یہ قوم ایسے ہی حکمرانوں کے قابل ہے۔

جو قوم جھوٹ خوب بولتی ہو، کاروبار میں خوب 2 نمبری کرتی ہو،اخلاق میں بہت گر چکی ہو، بغیر تحقیق کے باتیں آگے سے آگے پھیلانے میں ماہر ہو، محنت سے جی چرائے اور راتوں رات امیر بننے کے خواب دیکھنے میں ماہر ہو،اس قوم کو اپنے حکمرانوں سے بھی کوئی خاص اچھی امیدیں وابستہ نہیں کرنی چاہئیں۔جو قوم اپنے فرقہ کے مولویوں اور اپنی سیاسی جماعتوں کے اکابرین کی اندھی تقلید میں مبتلا ہو۔جو قوم اپنی عقل استعمال کرنے کی بجائے، **ہر وقت جذبات سے کام لے،اور حکمت، فراست سے کام نہ لے۔** تو پھر قدرتی بات ہے، کہ،اس قوم کو کوئی بھی مولوی اور کوئی بھی سیاست دان، کسی بھی ٹرک کی بتی کے پیچھے لگا سکتا ہے۔جیسے عوام

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

کے اعمال، ویسے ہی حکمران- لہذا، حکمرانوں کو گالیاں دینے اور بُرا بھلا کہنے کی بجائے، اپنے اعمال پر توجہ دیں۔ یہ موقف حدیث پاک، سے درست ثابت ہوتا ہے۔

حدیث پاک: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ""میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے دستِ قدرت میں ہیں، جب لوگ میری اطاعت کریں تو میں ان کے بادشاہوں کے دلوں کو رحمت اور نرمی کرنے کی طرف پھیر دیتا ہوں اور جب لوگ میری نافرمانی کریں تو میں اُن کے بادشاہوں کے دلوں کو سختی اور سزا کی طرف پھیر دیتا ہوں پھر وہ لوگوں کو سخت ایذائیں دیتے ہیں، تو تم اپنے آپ کو بادشاہوں کو بد عا دینے میں مشغول نہ کرو بلکہ ذکر اور عاجزی میں مصروف رہو تاکہ تمہارے بادشاہوں کی طرف سے میں کافی ہو جاؤں۔"

(مشکاۃ المصابیح، 3721)

نوٹ: پہلے اپنے اعمال اور حرکتوں کو تو درست کریں، ان شاءاللہ تعالیٰ، حکمران بھی بہتر مل جائیں گے۔ لہذا عاجزی اختیار کریں، اور ذکر اللہ، اور عبادت میں اپنا دل لگائیں، ان شاءاللہ تعالیٰ، غلط حکمرانوں کے اور دیگر ہر طرح کے شر سے ہمیشہ محفوظ رہیں گے۔

22۔ آخر کیا وجہ ہے کہ، پاکستانی بزنس مین، دیگر ممالک کے کاروباری افراد سے انتہائی پیچھے کیوں ہیں؟ کڑوی حقیقت کو جاننے سے پہلے چند حقائق جانیئے اور سمجھیئے۔

مختصر یہ کہ پاکستانی کاروباری افراد فرشتے نہیں ہیں، ان سے بہت سی غلطیاں بھی ہوتی ہیں، بحثیت قوم ہم پاکستانیوں کی اکثریت ٹیکس چور ہے، جھوٹ بولتی ہے اور کاروبار میں دو نمبری بھی خوب کرتے ہیں۔ **بھارت کے 5 فیصد، بنگلہ دیش کے 3 فیصد**، جبکہ پاکستان کے صرف 1 فیصد لوگ ٹیکس فائلر ہیں، اور پاکستان کے اکثر لوگ تو اپنی آمدنی پر ڈائریکٹ ٹیکس تک نہیں دیتے۔ اور حکومت مجبور ہو کر سیلز ٹیکس لگا کر کام پورا کرتی

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

ہے، تواس ٹیکس چور قوم کے بزنس مین بھی اسی طرح کے ہی ہوں گے۔ صرف بزنس مین ہی نہیں بلکہ ہما رے معاشرے کو بحثیت مجموعی اصلاح، سچائی، ایمانداری اور محنت، تعلیم، ہنر سیکھنے کی شدید ضرورت ہے ۔تب تک ہم باقی اقوام کا معاشی اور معاشرتی سطح پر مقابلہ صحیح طریقے سے نہیں کر سکیں گے۔

ایک طرف پورے پاکستان کا سالانہ بجٹ تقریبا50 ارب ڈالر کا ہے۔دوسری طرف بھارت کا صرف ایک بزنس مین، مکیش امبانی اکیلا صرف100 ارب ڈالر کا مالک ہے۔ یہ ہوتی ہے بڑے بزنس مین کی پوزیشن۔ دوسری طرف امریکہ کی صرف ایک کمپنی Wall Mart کی ایک سال کی سیلز600 ارب ڈالر سے زیادہ ہے۔یعنی پاکستان کے دس سال کے بجٹ سے زیادہ امریکہ کی صرف ایک کمپنی کی ایک سال کی سیلز ہیں۔

چند اہم معاشی معلومات: پاکستان کی سالانہ GDP تقریبا376 ارب ڈالر۔ آبادی تقریبا25 کروڑ، سعودی عرب کی GDP تقریبا833 ارب ڈالر۔ آبادی تقریبا3 کروڑ90 لاکھ۔ یواے ای، UAE کی GDP تقریبا415 ارب ڈالر۔ آبادی تقریبا95 لاکھ۔ **پاکستان کا2023 کا بجٹ تقریبا 50 ارب ڈالر۔** یعنی تقریبا 14000 ارب روپے۔ جس میں سے تقریبا 7000 ارب سے زائد قرضوں کی قسط اور سود کے لیئے ۔4300 ارب روپے پرائیویٹ پاور پلانٹس کے کرایہ، تنخواہوں پینشن اور سبسڈی وغیرہ کے لیئے۔ 1800 ارب تقریبا دفاع کے لئے- 950 ارب روپے ترقیاتی منصوبوں کے لیئے۔اور190 ارب دیگر اخراجات کے لیئے۔

پاکستان کی ترقی کے لیئے انتہائی ضروری ہے، کاروبار کا چلنا اور پھیلنا۔ مگر لگتا ہے کہ، پاکستان میں ایک سازش کے تحت عام عوام کے سامنے بزنس مین کو گالی بنا دیا گیا ہے۔ کبھی دوائی مافیا، کبھی سیمنٹ مافیا، کبھی کوئی مافیا، تو کوئی مافیا وغیرہ۔ اچھے برے لوگ ہر شعبہ میں ہوتے ہیں، مگر ہم پاکستانیوں کو عادت پڑ گئی ہے، اپنے بزنس مین، علماء، جرنیلوں، بڑے سرکاری افسران سیاستدانوں، غرض سب کو برا بھلا کہنے کی، اور ایک دوسرے کو

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

ذلیل کرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔خامیاں دیگر ممالک میں بھی ہیں، مگران کا میڈیااور عوام اپنے ممالک کی خامیاں اس طرح نشر نہیں کرتے جس طرح ہم پاکستانی کرتے ہیں۔

خواہ عمران خان کی حکومت ہو، یانواز شریف یازرداری کی، یہ تمام ہی ہمیشہ , IMF امریکہ، سعودی عرب، UAE وغیرہ کی توانتہائی خوشامد کرتے ہیں۔اور ہر جائزاور ناجائز بات کو خوشی خوشی تسلیم بھی کر لیتے ہیں۔ بیرون ملک سے Investment کرنے والوں کواپنے سر کا تاج بناتے ہیں۔اس میں کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔ مگر کم از کم اپنے ملک کے کاروباری افراد کو ذلیل تومت کریں۔ہم پاکستانیوں کو عادت پڑ گئی ہے، ,IMFامریکہ، سعودی عرب، UAEوغیرہ کی ہر وقت تعریف کرنے کی،اوراپنے لوگوں میں ہر وقت کیڑے نکالنے کی۔

یادرہے، پاکستان کی اصل معاشی ریڑھ کی ہڈی, IMF امریکہ یاسعودی عرب نہیں ہے۔پاکستان کی اصل معاشی ریڑھ کی ہڈی، پاکستان کے پہلے بڑے 1000 بڑے بزنس مین ہیں۔ان 1000افراد سے پاکستان کے کروڑوں لوگ وابستہ ہیں۔ امریکہ، IMF، سعودی عرب اور UAE وغیرہ کی توہماری حکومتوں کو، منت ترلے، بھی کرتے ہوئے کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی، مگراپنے بزنس مین کوہماری حکومتیں ذلیل بھی خوب کرتی ہیں اور بدنام بھی خوب کرتی ہیں۔ہم پاکستانیوں میں کئی کمزوریاں ضرورہیں، مگر الحمدللہ رب العالمین، ہم اتنے بھی برے نہیں ہیں، جتنا برا ہمیں بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

23۔ خواہ عمران خان ہو، یامشرف، نواز شریف ہو یازرداری، سٹائل، اور انگریزی انداز توہمارے پاس ہیں، مگر ترقی دیسی سے مودی کا بھارت کرتاجارہاہے۔آخر کیوں۔؟

1992 کے بعد سے پاکستانی قوم بحیثیت مجموعی، دکھاوے، اوراپنی حیثیت سے بڑھ کر جھوٹی شو,مارنے کی بیماری کا شکار ہوناشروع ہوگئی۔اور سادگی انتہائی تیزی سے ختم ہونے لگی۔ہمارے سیاست دان، جرنیل،

بزنس مین، بلکہ عوام کی اکثریت میں بڑے بڑے گھروں میں رہنے اور اپنی حیثیت سے بڑھ کر خرچ کرنے کی عادت انتہائی تیزی سے پھیلنے لگی۔ سادگی کا کلچر ختم ہونا شروع ہو گیا۔

نواز شریف، ماڈل ٹاؤن کے 6 کنال کے گھر سے رائیونڈ کے 2700 کنال کے عالیشان گھر میں تشریف لے گئے۔ عمران خان صاحب، نے 300 کنال کی زمین پر اسلام آباد میں گھر بنالیا۔ کراچی کا بلاول ہاؤس، 2 کنال سے 4، پھر 4 سے 6 اور اب نہ جانے کتنے کنال تک پھیل چکا ہے۔ ایک تو ہم لوگ 2 یا 4 کنال کے گھر میں زندہ بھی تو نہیں رہ سکتے۔

دوسری طرف بھارت کو معاشی شیر بنانے والا من موہن سنگھ، چند مرلہ کے مکان میں ہی زندگی گزار گیا۔ مگر اپنے ملک کا بھلا کر گیا۔ پاکستانی صدر مشرف کا سٹائل بھی بہت اچھا تھا، انگریزی بھی خوب تھی، انداز بھی جاندار تھا۔ مگر دوسری طرف بھارتی وزیر اعظم واجپائی جو دیکھنے میں انتہائی دیسی انسان تھا، سٹائل بھی نہیں تھا، مگر اپنے ملک کو روشنی اور ترقی کے سفر پر ڈال گیا۔

مودی سے ہم لاکھ اختلافات کرلیں، لیکن مودی اپنے ملک اور اپنی ہندو عوام کا واقعی ہیرو ہے۔ آج بھی بھارتی سیاستدان، جرنیلوں، بزنس مین، ججوں وغیرہ، کی اکثریت انتہائی سادہ اور دیسی سٹائل کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ مگر کام کرنا جانتے ہیں، سٹائل مارنا نہیں۔ جبکہ دوسری طرف، اگر ہمارے بزنس مین کی حیثیت اگر 40 یا 50 کروڑ روپے کی ہو گی، باتیں اور سٹائل اس کا 50 ارب کے بھارتی بزنس مین سے بڑھ کر ہو گا۔ آتا جاتا کچھ ہو یا نہ ہو، مگر باتوں اور سٹائل میں ہم شیر ہیں۔

کم و بیش یہی حال ہمارے اکثر شعبوں کے بڑوں کا ہے، باتیں ہم سے دنیا جہاں کی کروالیں، اندر سے کھوکھلے اور فارغ۔ آج کل کی بھارتی صدر دروپتی مرما، کو ہی دیکھ لیں، انتہائی سادہ خاتون ہیں، مگر قابل خاتون ہیں۔ مودی ہو یا واجپائی سارے انتہائی سادہ انسان۔ جبکہ پاکستان میں خواہ، عمران خان ہو، یا مشرف، یوسف رضا گیلانی ہو یا نواز شریف، ایک سے بڑھ کر ایک انداز۔۔۔۔ اور انگریزی سٹائل۔۔۔۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

کیونکہ ہماری قوم سٹائل اور دکھاوے کو ہی پسند کرتی ہے۔ تو پھر ٹھیک ہے، اب پھر بھگتو۔۔۔ان سٹائلش حکمرانوں کے کارناموں کو۔۔۔ہماری عوام کو بھی اپنی حیثیت سے بڑھ کو دکھاوا کرنے اور خرچ کرنے کا شوق ہے، اور یہی شوق ہمارے حکمرانوں اور حکومت کا بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ، ہمارے اخراجات زیادہ ہیں اور آمدنی کم، لہذا IMF سے بھیک بھی مانگتے ہیں۔

کیا ہوا، اگر ہم IMF سے یا سعودی عرب، متحدہ عرب امارات یا دیگر ممالک سے امداد مانگتے ہیں، لیکن ہم پاکستانی ہیں تو سٹائلش۔ آخر سٹائل کی بھی تو کوئی قیمت ہوتی ہے۔۔۔اب بھگتو یہ قیمت۔

24۔ آج جانیئے وہ چند وجوہات جن کی وجہ سے پاکستان عوام ذلیل ہو رہی ہے اور بھارتی عوام کی دنیا میں عزت بڑھتی جا رہی ہے۔

1:: بحیثیت مجموعی ہم پاکستانی احساس کمتری کے مارے ہوئے لوگ ہیں۔ ہر دوسری بات پر اپنے ملک پر تنقید کرنا شروع کر دیتے ہیں، اور اپنے ملک میں کیڑے نکالنا ہمارا مشغلہ ہے۔ جب کہ بھارتی عوام ہماری نسبت اپنے ملک کی بہت قدر کرتی ہے اور اپنے ملک پر فخر کرتے ہیں۔ خامیاں بھارت میں بھی بہت ہیں لیکن وہ اپنے ملک کو اس طرح برا بھلا نہیں کہتے جس طرح پاکستانی کہتے ہیں۔

2:: جو پاکستانی بیرون ملک رہتے ہیں، ان کی اکثریت پاکستانی نظام اور کمزوریوں کو دنیا کے سامنے اتنا اجاگر کرتی ہے، کہ کئی لوگ پاکستان سے ہی بدظن ہو جاتے ہیں۔ جبکہ بھارتی عوام جو بیرون ملک رہتی ہے، وہ بھارت کی اچھی باتوں کو تو خوب اجاگر کرتی ہے، مگر غلط باتوں پر بڑے طریقے سے پردہ ڈال دیتی ہے۔

3:: بھارتی اپنے کامیاب لوگوں کی خوب عزت کرتے ہیں، وہ اپنی بڑی کاروباری شخصیات، مذہبی شخصیات، بڑے سرکاری افسران، کھلاڑیوں بلکہ فلمی اداکاروں کی انتہائی عزت کرتے ہیں۔ اور ان کی خوشیوں میں شریک ہو کر خوش ہوتے ہیں۔ جبکہ ہم پاکستانیوں کی بڑی تعداد حسد کی ماری ہوئی ہے۔ قابل اور محنتی لوگوں

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

کی کامیابی اور ترقی تو ہم سے برداشت ہی نہیں ہوتی۔ لہذا ہم ہر دوسرے قابل اور محنتی انسان کو الٹا ذلیل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

4:: پاکستانی عوام کی اکثریت انتہائی کم تعلیم یافتہ بھی ہے اوپر سے جذباتی بھی ہے۔ جو بھی سیاسی یا مذہبی لیڈر بڑی بڑی باتیں کرے ہم متاثر ہو جاتے ہیں، خواہ ان بڑی بڑی باتوں میں حقیقت کچھ بھی نہ ہو۔ ہم میں شخصیت پرستی عام ہے، ہم اپنے قائدین کو ان کی کارکردگی نہیں بلکہ شخصیت پرستی کی بنیاد پر پسند کرتے ہیں، جبکہ بھارتی عوام کارکردگی کو زیادہ سراہتے ہیں، اور اپنے قائدین کی اس طرح اندھی تقلید نہیں کرتے جس طرح ہم پاکستانی کرتے ہیں۔

5:: بھارتی عوام کی اکثریت ملکی مفاد کو زیادہ اہمیت دیتی ہے، جبکہ پاکستان میں ایک بہت بڑا طبقہ اپنے قائدین کی محبت کو ہی ملکی مفاد یا اسلام کا مفاد سمجھتا ہے۔ ہم پاکستانی سیاسی اور مذہبی نفرتوں میں بہت دور تک نکل گئے ہیں، جس سے پاکستان اور اسلام دونوں کا ہی نقصان ہو رہا ہے۔

اگر ہم واقعی ان مسائل سے نکلنا چاہتے ہیں تو ہمیں دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ پڑھنا شروع کر دینا چاہیئے۔ اس کے ساتھ صحیح حدیث پاک سے رہنمائی لینا شروع کر دیں۔ اور کسی بھی سیاسی یا مذہبی قائد کی اندھی محبت یا اندھی تقلید میں مبتلا مت ہوں، یاد رہے، علم اور شعور کا اصل سرچشمہ صرف اور صرف قرآن پاک اور صحیح حدیث پاک ہی ہے۔ اگر آپ کے علم میں آجائے کہ آپ کے سیاسی یا مذہبی قائد کی جو باتیں قرآن پاک اور صحیح حدیث پاک کے خلاف ہیں، تو ان باتوں کو رد کر دیں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ، کبھی بھی گمراہ اور ناکام نہیں ہوں گے۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

25۔ کسی کی نظر میں فوجی جرنیل پاکستان کے مسائل کی وجہ ہیں تو کوئی سیاستدانوں، علماء کرام، سرکاری افسران اور کاروباری افراد کے خلاف ہے، آخر حقیقت کیا ہے؟

ہم خود وہ ہیں، جو میٹرک تک بغیر نقل کے پاس نہیں کر سکتے۔ لہذا ہمارے لیئے نقل جائز ہے، معاذ اللہ۔ لیکن حکمران ایماندار چاہیئے۔ کاروبار میں 2 نمبری عام ہے، دکھاتے کچھ ہیں، بیچتے کچھ اور ہیں۔ لیکن حکمران ایماندار چاہیئے۔ ہمارے حکمران ہمارے معاشرے سے ہی آتے ہیں، اور اصل میں وہ ہمارا ہی عکس ہوتے ہیں۔ جیسے عوام ویسے ہی حکمران۔ ہمیں نیک سیرت، ایماندار، قابل اور اعلی اخلاق والے حکمران چاہیئے، جبکہ ہمارے اپنے اخلاق کا یہ عالم ہے، کہ ایک دوسرے کو یوتھیا اور پٹواری کہ کر ذلیل کرتے ہیں۔ اپنے سے مختلف سیاسی یا مذہبی سوچ رکھنے والوں کو ذلیل کرنا اور اپنے آپ کو قابل سمجھا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا ہمارے معاشرے میں عام ہو چکا ہے۔

بحیثیت قوم ہم ٹیکس چور بھی ہیں، خواہ کاروباری ہوں یا عام عوام۔۔۔ ہوٹل جا کر کھانا کھا کر کچا بل مانگتے ہیں، تاکہ ٹیکس سے بچ سکیں۔ مگر حکمران ایماندار چاہیئے۔ جس لیڈر کو ہم پسند کرتے ہیں وہ، جھوٹ بولے، چوری کرے، نکما ہو، بدکردار ہو۔۔۔ کچھ بھی ہو، ہم نے اپنے لیڈر کا اس طرح دفاع کرنا ہے، کہ معاذ اللہ، گویا وہ کوئی پیغمبر ہے۔ اصل میں ہماری اکثریت اپنے اپنے قائدین کی بدترین اندھی تقلید میں مبتلا ہے۔ اور دوسری پارٹی کا لیڈر اگر کوئی اچھا کام بھی کر دے گا، تو اس میں کیڑے نکالنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ سچ کو سننے کی طاقت ہم میں نہیں ہے۔ ہمیں صرف وہی سچ لگتا ہے، جو ہمارا پسندیدہ لیڈر کہے، خواہ وہ فضول ترین بونگی ہی کیوں نہ ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ، ہم پاکستانی بحیثیت قوم جھوٹے، نکمے، نالائق، نااہل اور حاسد ہیں۔ ہم میں سے جو محنتی اور قابل پاکستانی اپنے اپنے شعبوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں، ہم ان سے حسد کرنے لگ جاتے ہیں اور اپنے کامیاب، محنتی اور قابل پاکستانیوں کو ہی مختلف طریقوں سے برا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے

ہیں کہ ہم خود تو نکمے، سست اور نالائق ہیں، لہذا کامیاب پاکستانیوں کو ذلیل کر کے اپنے دل کی بھڑاس نکال لیتے ہیں۔ لیکن حکمران ہمیں عادل اور انصاف پسند چاہیئے۔ جب تک ہم اپنے کرتوتوں کو درست کرنے پر توجہ نہیں دیں گے، اسی طرح اقوام عالم میں ذلیل و رسواء ہوتے رہیں گے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم سب قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ پڑھنا شروع کریں۔ اور ساتھ ساتھ صحیح حدیث پاک کا مطالعہ بھی شروع کر دیں، ان شاءاللہ تعالیٰ ہمارا علمی اور شعوری معیار بلند ہونا شروع ہو جائے گا۔ اور ہمیں معاملات کو حکمت اور فراست کے ساتھ ڈیل کرنا آ جائے گا۔

26۔ پاکستانی برنس مین کو اپنے کاروبار یا فیکٹری میں کام کرنے والے لوگوں کو آخر کتنی تنخواہ دینی چاہیئے کہ لوگ بھی خوش رہیں اور اس کا کاروبار بھی ترقی کرتا رہے۔

اصل میں تو کاروبار اللہ تعالیٰ کی خصوصی مہربانی سے ہی چلتا اور کامیاب ہوتا ہے، لیکن اس میں کئی دنیاوی عوامل کا بھی بہت بڑا عمل دخل ہوتا ہے، جن میں برنس مین کی محنت، ایمانداری، لگن، صبر، اخلاق، برداشت اور ٹیم بنانا اور ٹیم کو ساتھ لے کر چلنا وغیرہ انتہائی اہم ہیں۔

دو قسم کے برنس مین ہیں، ایک تو وہ ہیں، جن کا کاروبار واقعی اچھا نہیں چل رہا، بلکہ ان کے اپنے گھر کا خرچہ تک مشکل سے پورا ہوتا ہے، اور یہ اپنے اثاثے تک بیچ رہے ہیں کہ کاروبار میں مزید پیسہ ڈالیں، اگر اس طرح کا برنس مین مناسب تنخواہ یا مراعات دے تو کچھ سمجھ میں آتا ہے۔ برنس مین کا کاروبار چلے یا نہ چلے، اس کو، لوگوں کو ان کی تعلیم، قابلیت اور مارکیٹ کے مطابق تو تنخواہ دینی ہی پڑے گی، کیونکہ برنس مین کے ادارے میں کام کرنے والے لوگ تنخواہ اور مراعات کے لیئے ہی تو نوکری کر رہے ہیں، لہذا مناسب تنخواہ اور مراعات تو دینی ہی پڑیں گی، تاکہ کاروبار چلتا رہے۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

اصل مسئلہ دوسری قسم کے بزنس مین کا ہے، جن کا کاروبار اچھا چل رہا ہوتا ہے، مگر پھر بھی تنخواہ کم دیتے ہیں۔ ہر چند مہینوں کے بعد اپنے اور اپنے بچوں کے لیئے تو نئ سے نئ گاڑیاں خریدتے ہیں۔ مگر اپنے ادارے میں کام کرنے والوں کی چند ہزار تنخواہ بڑھانے کا تصور نہیں کر سکتے۔ کاروبار سے پیسہ نکال کر مہنگی پراپرٹی خریدتے رہتے ہیں، مگر اپنی فیکٹری، دکان، اور کاروبار میں ہی وہ پیسہ دوبارہ لگا کر کاروبار بڑھانے کی بجائے مہنگی زمین اور گاڑیاں خرید کر خوش ہوتے رہتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ اپنی فیکٹری، دکان، کاروبار میں نئ مشینیری لائیں، نئ ٹیکنالوجی لائیں، اپنے ادارے میں کام کرنے والوں کی تنخواہوں زیادہ بڑھائیں اور ان کی مراعات میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کریں، یہ لوگ فضول میں بڑی گاڑیوں اور جائیدادیں بنانے کے چکر میں لگے رہتے ہیں۔ اور آخر میں اس طرح کے اکثر بزنس مین ناکام ہو جاتے ہیں۔

کامیاب اور سمجھدار بزنس مین وہ ہوتا ہے، جو اگر خود ترقی کرتا ہے، تو کوشش کرتا ہے، کہ اس کے ساتھ کام کرنے والے لوگ بھی ترقی کریں۔ وہ پیسہ پر سانپ بن کر نہیں بیٹھتا، بلکہ دوسروں پر خرچ کرنے کا حوصلہ بھی رکھتا ہے۔ لہذا اگر آپ کے لیئے ممکن ہو تو کوشش کریں کہ لوگوں کو ان کی تعلیم، قابلیت، اور مارکیٹ سے بڑھ کر تنخواہ دیں۔ تاکہ لوگ مطمئن رہیں۔ اگر لوگ مطمئن نہیں ہوں گے، تو آپ کے کاروبار میں کے لیئے زیادہ بہتر کام نہیں کر سکیں گے، اور اس کے ساتھ اپنے اخلاق اچھے رکھیں اور برداشت، صبر اور حکمت سے فیصلے کریں، ان شاءاللہ تعالیٰ، کبھی ناکام نہیں ہوں گے۔

27۔ عام بزنس مین اور بڑے بزنس مین، میں فرق کو سمجھیں۔

سب سے پہلے تو یہ یاد رکھیں، کہ اصل میں کامیابی اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہی ہوتی ہے، لیکن انسان کو لیکن کئ معاملات میں اللہ تعالیٰ نے بہت اختیار دیا ہوا ہے، اور انسان کو اپنے معاملات میں اپنے اختیار کو صحیح سمت میں ضرور استعمال کرنا چاہیئے۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

عام بزنس کو اپنے وقت کی قدر نہیں ہوتی، وہ غیر ضروری کاموں میں اپنا بہت وقت برباد کرتا ہے۔ بڑا بزنس مین، اپنے ایک ایک منٹ کی اہمیت جانتا ہے، اور اپنا وقت انتہائی احتیاط سے استعمال کرتا ہے۔ کیونکہ اس کی نظر میں اس کا وقت انتہائی قیمتی ہے۔

عام بزنس مین، اپنے وعدے اور زبان کا پکا نہیں ہوتا۔ اور جھوٹ بولنا اس کے لیئے عام بات ہے۔ جبکہ بڑا بزنس مین اپنے وعدے اور زبان کا انتہائی خیال کرتا ہے، اور جھوٹ سے دور رہنے کی کوشش کرتا ہے۔

عام بزنس مین، میں صبر کم ہوتا ہے، اور وہ وقتی منافع اور دھاڑی لگانے پر یقین رکھتا ہے۔ جبکہ بڑا بزنس مین، صبر اور برداشت بہت زیادہ رکھتا ہے۔ اور وقتی منافع پر یقین نہیں رکھتا ہے۔

عام بزنس مین لوگوں پر شک بہت زیادہ کرتا ہے، اور کوشش کرتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ کام اپنے ہاتھ سے خود کرے، کیونکہ وہ دوسروں پر اعتماد نہیں کرتا۔ جبکہ بڑا بزنس مین لوگوں پر بھروسہ کرتا ہے، لوگ اس کو کئی بار دھوکہ بھی دیتے ہیں، لیکن اس کے باوجود وہ مزید احتیاط تو ضرور کرتا ہے اور بہتر سسٹم بنانے پر توجہ دیتا ہے تاکہ لوگ اس کو دھوکہ نہ دے سکیں، لیکن پھر بھی لوگوں پر ہی بھروسہ کرتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے، کہ وہ اکیلا بڑا کاروبار کھڑا نہیں کر سکتا ہے۔

عام بزنس مین کے لیئے اس کی ذاتی زندگی اور بیوی بچوں تک ہی آسانی پہنچانا ہوتا ہے، جبکہ بڑا بزنس مین اپنی ذات اور فیملی کے ساتھ ساتھ اپنے ادارے سے منسلک لوگوں کی فلاح اور بہتری پر بھی خوب عملی کام کرتا ہے۔

عام بزنس مین، اکثر چھوٹے دل کا اور جلد باز ہوتا ہے۔ بڑا بزنس مین عام طور پر کشادہ دل اور بڑی قوت برداشت کا مالک ہوتا ہے۔

عام بزنس مین، حکومتی اداروں، سے چھپ کر کام کرنے کو ترجیح دیتا ہے، جبکہ بڑا بزنس مین حکومتی نظام کے مطابق اور کھل کر کام کرنے کو ترجیح دیتا ہے۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

عام بزنس مین اپنی آمدنی کا بڑا حصہ کاروبار سے نکال کر پلاٹ یا گاڑیاں خرید کر خوش ہوتا رہتا ہے، جبکہ بڑا بزنس اپنے کاروبار کو وسعت دینے کی کوشش کرتا رہتا ہے، اور اپنی آمدنی کا چھوٹا حصہ اپنی گاڑیوں یا گھر پر لگاتا ہے۔

عام بزنس مین، تعلیم کی طرف توجہ انتہائی کم دیتا ہے، اور اپنی ٹیم میں بھی زیادہ لوگ کم پڑھے لکھے اور کم قابلیت والے رکھتا ہے۔ جبکہ بڑا بزنس مین، زیادہ پڑھے لکھے اور قابل لوگوں کو ترجیح دیتا ہے، کیونکہ عام طور پر اگر ادارہ بنانا ہے، تو قابل اور پڑھے لکھے لوگ انتہائی ضروری ہیں۔

28: عورت اور مرد دونوں کا نوکری یا کاروبار کرنا، اسلام میں اس کی گنجائش اور حیثیت سمجھیں، شریعت کی روشنی میں۔

اس معاملے میں عام طور پر ہم مسلمانوں میں دو انتہائی سخت اور متضاد رویہ پائے جاتے ہیں، ایک مسلمانوں کا طبقہ تو خواتین کی نوکری یا ملازمت کا شدید مخالف ہے، اور اس کو ناجائز سمجھتا ہے، اور اس عمل کو معاذاللہ، بے حیائی تک سے ملا دیتا ہے۔ جبکہ دوسرا طبقہ عورت کو زبردستی مرد کے مقابلے میں ہر میدان میں لا کر کھڑا کر دیتا ہے، اور کہتا ہے کہ عورت کو ہر وہ کام کرنا چاہیئے جو مرد کرتا ہے، حالانکہ نہ تو عورت ہر کام کر سکتی ہے، اور نہ ہی مرد ہر کام کر سکتا ہے۔ اور کئی لوگ مادر پدر آزادی کے نام پر عورت اور مرد دونوں کو اتنا آزاد دیکھنا چاہتے ہیں، کہ معاشرے میں اخلاقی اور سماجی اقدار کی بے شک پامالی ہو، مگر پرواہ نہیں۔

جبکہ اصل میں شریعت اسلامی، عورت ہو یا مرد دونوں کو کاروبار، یا نوکری سے منع نہیں کرتی، لیکن کچھ حدود اور معاملات کے ساتھ کام کرنے کا سبق دیتی ہے۔ ایسا کاروبار یا نوکری جس میں عورت یا مرد کو عزت، حیاء، اور بنیادی اسلامی اقدار پر سمجھوتہ کرنا پڑے، تو ایسا کاروبار یا نوکری، مسلمان مرد اور عورت دونوں کے لیئے ہی ناجائز ہے۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بھی کاروبار فرماتی تھیں،اور کئی صحابیات بھی مختلف دیگر امور میں ہاتھ بٹاتی تھیں۔ لیکن اس سب کے باوجود عورت کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس کی بنیادی اور اولین ذمہ داری گھر کا نظام سنبھالنا اور امور خانہ ہیں، جبکہ مرد کا بنیادی کام اسباب دنیا کی کاوش ہے، تاکہ عورت اور بچے گھر میں آرام سے اپنے معاملات انجام دے سکیں۔ عورت اور بچوں کا خرچہ اور ضرورت زندگی کو دنیاوی طور پر مرد نے ہی پورا کرنا ہوتا ہے۔ یہ اصل میں مرد کی ذمہ داری ہے۔

اگر کسی خاتون کی کوئی مجبوری ہے،اور دنیاوی طور پر کوئی کمانے والا دوسرا نہیں ہے، یا شوہر کی کمائی انتہائی کم ہے، تو ایسی خاتون بے شک نوکری یا کاروبار کرے، مگر بنیادی شریعت کے دائرے اور حدود کے اندر۔ اور اگر کسی خاتون کو لگتا ہے کہ وہ گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ کاروبار یا نوکری بھی کر سکتی ہے، تو کوشش کرنے میں حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سمیت تمام مسلمانوں کو دین صحیح سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔ آمین۔

29: کئی مایوسی پھیلانے والے پاکستانیوں کے مطابق بنگلہ دیش اور بھارت کے معاشی حالات پاکستان کی نسبت بہت بہتر ہیں۔ جب کہ حقیقت کچھ اور ہی ہے۔

اگر ہم دہلی یا ڈھاکہ کا دورہ کریں، تو انتہائی غربت اور بد حالی سڑکوں اور بازاروں میں بکثرت عام نظر آتی ہے، جبکہ پاکستان کے چھوٹے شہروں، فیصل آباد، حیدرآباد، پشاور، کوئٹہ وغیرہ تک میں اتنی غربت نظر نہیں آتی، جتنی غربت دہلی اور ڈھاکہ جیسے دارالحکومت میں عام نظر آتی ہے۔ جبکہ کاغذات اور اعداد و شمار کے مطابق بنگلہ دیش اور بھارت کے معاشی حالات پاکستان سے بہتر نظر آتے ہیں، لیکن زمین پر حقیقت کچھ اور ہی ہے۔ کبھی سوچا ہے آپ نے کہ اصل معاملہ کیا ہے؟

اصل میں بھارت کی عام عوام میں شدید ترین غربت ہے، لیکن دوسری طرف بھارت کے بڑے بزنس مین

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

اتنے بڑے ہیں کہ پاکستان میں اس کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا۔ کاغذوں میں چند امیر ترین بھارتی بزنس مینوں کا پیسہ، جب پورے بھارتی عوام پر ڈال کر تقسیم کیا جاتا ہے، تو کاغذوں میں بھارت کی اوسط آمدنی، Per Capita Income بڑھ جاتی ہے۔ یعنی کسی ملک کی پیداواری صلاحیت GDP کو جب عوام پر تقسیم کیا جاتا ہے، تو اس سے اوسط آمدنی لوگوں کی زیادہ لگتی ہے، لیکن اصل میں ایسا نہیں ہوتا۔ اگر کسی کمپنی میں 100 لوگ کام کرتے ہیں اور اس کی سالانہ سیل 1 ارب روپے ہو، تو کاغذوں میں ہم کہ سکتے ہیں کہ اس کمپنی کا ہر ملازم 1 کروڑ سالانہ کماتا ہے، لیکن حقیقت یہ نہیں ہے، اصل میں یہ سیل کمپنی کی ہے، وہاں کام کرنے والے لوگوں کو تو تنخواہ ملتی ہے۔ لیکن کاغذوں میں ہم کہتے ہیں کہ اس کمپنی کا ہر بندہ 1 کروڑ سالانہ کماتا ہے۔

اب سمجھیں پاکستان کا تو 2024 کا بجٹ تقریباً 56 ارب ڈالر کا ہے، اور بھارتی بزنس مین مکیش امبانی کی ذاتی دولت تقریباً 110 ارب ڈالر ہے۔ اور مکیش امبانی کی صرف ایک کمپنی Reliance کی سیل تقریباً 210 ارب ڈالر کی ہے، دوسری طرف پاکستان کی ایک بھی کمپنی عالمی سطح کے لحاظ سے بڑی کمپنی نہیں کہلائی جا سکتی۔

بھارت کا 2024 کا بجٹ تقریباً 575 ارب ڈالر کا تھا۔ جبکہ صرف ایک بھارتی بزنس مین مکیش امبانی کی ذاتی کمپنی، Reliance کی سیل 210 ارب ڈالر سے زیادہ ہے۔ بھارت میں اسی طرح اڈانی، ٹاٹا، برلا، اور نہ جانے کتنے بڑے بڑے بزنس مین ہیں، جن کا ہم تصور تک نہیں کرتا سکتے۔ اصل میں یہ انتہائی بڑے بزنس مین ہیں، اور جب سال کے آخر میں ان کے کاروباروں کی پیداواری صلاحیت کو کاغذوں میں جب عام بھارتی عوام پر تقسیم کر دیا جاتا ہے، تو ایسے لگتا ہے کہ، عام بھارتی خوب کما رہا ہے۔ حالانکہ حقیقت کچھ اور ہوتی ہے۔

الحمدللہ رب العالمین، پاکستان میں درمیانے اور چھوٹے درجے کے بزنس مین بہت زیادہ ہیں۔ جس کی وجہ سے معاشی معاملات کافی بہتر ہیں۔ پاکستان میں بڑی بڑی کمپنیاں بھی ہیں، لیکن وہ بھارتی کمپنیوں کی طرف بہت زیادہ بڑی نہیں ہیں۔ کاغذوں میں پاکستانی معیشت کمزور اس لیئے نظر آتی ہے، کیونکہ پاکستان کے اکثر

درمیانے اور چھوٹے کاروباری حضرات یا تو ٹیکس میں رجسٹرڈ ہی نہیں ہیں، اور اگر رجسٹرڈ ہیں، بھی تو اپنا کاروبار شو ہی بہت کم کرتے ہیں، جس کی وجہ سے سرکاری کاغذوں میں ان کی پیداواری صلاحیت کا اندراج بھی انتہائی کم ہوتا ہے۔ پاکستان کے بڑے بزنس مین تو اکثر سرکاری طریقہ کار کے مطابق ہی چلتے ہیں۔ اور ان کی پیداواری صلاحیت کا اندراج بھی سرکاری کاغذوں میں کافی حد تک درست ہوتا ہے۔ اور ان کی بنیاد پر جب سال کے آخر میں پاکستان کی کل GDP کا اندازہ لگایا جاتا ہے، تو وہ شاید اصل GDP کا آدھے سے بھی کم ہو گا، اسی کی بنیاد پر Per Capita Income نکالی جاتی ہے، اور کاغذوں میں پاکستانی غریب لگتے ہیں۔

بھارت اور بنگلہ دیش میں یا تو بہت ہی بڑے بزنس مین ہیں یا انتہائی غریب لوگ۔ اور جو مڈل کلاس لوگ ہیں وہ اصل میں زیادہ تر بڑی بڑی کمپنیوں میں ملازم ہیں۔ اس کے علاوہ بھارت اور بنگلہ دیش میں پاکستان کی نسبت ٹیکس دینے کا رجحان بھی بہت زیادہ ہے۔ پاکستان کے درمیانے اور چھوٹے بزنس مین میں ٹیکس دینے کا رجحان بھی انتہائی کم ہے، بڑے بزنس کے معاملات بڑے ہوتے ہیں لہذا اکثر بڑی کمپنیاں پاکستان میں سب سے زیادہ ٹیکس دیتی ہے۔

ایک اور اہم بات جو پاکستان کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے، وہ پاکستانی معیشت کی کیش Cash پر کاروبار کرنے کی عادت ہے۔ الحمد للہ رب العالمین، پاکستانی بزنس مین کی اکثریت نقد یعنی کیش Cash پر کام کرتی ہے۔ یعنی Cash Based Economy- پاکستان میں اکثر لوگوں کا خواہ گھر ہو، فیکٹری ہو، دکان ہو، گاڑی ہو، الحمد للہ رب العالمین، اپنا ذاتی ہوتا ہے۔ جبکہ مغرب میں اکثریت، گھر، دکان، گاڑی، کاروبار، تقریبا سب ہی ادھار پر ہوتا ہے۔ لہذا پاکستانی معاشی اعداد و شمار، کاغذوں میں کمزور لگتے ہیں، لیکن الحمد للہ رب العالمین، اصل میں پاکستانی معیشت اندر سے کافی مضبوط ہے۔ اسی لیئے تو آپ کو پاکستان کے تقریبا تمام ہی شہروں میں نئی سے نئی رہائشی سوسائٹی بنتی نظر آرہی ہیں۔ آخر پاکستانی عوام یہ مہنگے گھر اور پلاٹ خرید سکتے ہیں، اسی لیئے تو یہ سب نظر آرہا ہے۔ خواہ مردان ہو، یا ساہیوال، یا سکھر ہو، یا لاہور، کراچی، یا ملتان، لوگوں کا

معیارِ زندگی انتہائی تیزی سے بہتر ہوتا جارہا ہے۔ ہمارے معاشرے میں کئی کمزوریاں ضرور ہیں، اور ان کی اصلاح کی ضرورت بھی ہے، لیکن جو حالات کئی مایوسی پھیلانے والے پیش کرتے ہیں، ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔

30: کئی غریب لوگوں کے بچے انتہائی امیر انسان یا بڑے سرکاری افسر بن جاتے ہیں، جبکہ کئی امیر اور قابل لوگوں کی اولاد غریب ہو جاتی ہے۔ کیا یہ تقدیر ہے یا انسان کی اپنی قابلیت یا نااہلی؟

اصل میں دنیا میں حکومت اور مختلف ممالک کا نظام اس ملک کے صرف قابل لوگ ہی چلاتے ہیں، عام عوام صرف تقلید کرتے ہیں۔ یہ نظام سینکڑوں سالوں سے دنیا میں رائج ہے کہ، کسی بھی قوم، علاقے، یا ملک کے وہ افراد جو دوسروں سے زیادہ قابل اور صلاحیت والے ہوتے ہیں صرف وہی آگے آجاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ دنیا کے کئی امیر ترین لوگ، انتہائی غریب گھرانوں میں بھی پیدا ہو کر امیر ہو گئے۔ اور کئی امیر لوگوں کے بچے نالائق نکلے، اور غریب ہو گئے۔

ہمارے سابقہ آرمی چیف جنرل کیانی صاحب کے والد فوج میں سپاہی بھرتی ہوئے تھے، لیکن ان کا بیٹا آرمی چیف بنا۔ ضیاء الحق صاحب کے والد صاحب ایک غریب امام مسجد تھے، لیکن ضیاء الحق صاحب فوجی جرنیل تک بنے۔ بھارت کے امیر ترین انسان مکیش امبانی کا باپ ایک غریب انسان سے دنیا کے امیر ترین انسانوں میں شامل ہو گیا، لیکن اس کے مرنے کے بعد اگلے چند ہی سالوں میں اس کا ایک بیٹا انیل امبانی دیوالیہ ہو گیا، جبکہ دوسرا بیٹا مکیش امبانی بھارت کا امیر ترین انسان بن گیا۔

اللہ تعالیٰ، صرف رب المسلمین ہی نہیں ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہیں۔ اور کئی دنیاوی معاملات میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت اختیار دیا ہوا ہے، اور دنیاوی کامیابی کو اللہ تعالیٰ نے کئی دنیاوی معاملات کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔ لہٰذا خواہ کوئی مسلمان ہو یا یہودی، عیسائی، ہندو وغیرہ، اگر ان بنیادی اصولوں پر کام کرے گا،

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

توان شاءاللہ تعالیٰ، ضرور کامیاب ہو گا۔ عام طور پر محنتی، ایماندار، سنجیدہ، اپنے کام سے کام رکھنے والے، لوگوں کا خیال رکھنے والے اور اچھے اخلاق اور نرم طبعیت کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ خاص کرم فرماتے ہیں، اور ایسے لوگ کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح انسان اپنا مذہب اور فرقہ تبدیل کرنے کا بھی مکمل اختیار رکھتا ہے، لہذا ہر سال لاکھوں عیسائی، وغیر مسلم وغیرہ اپنی عقل استعمال کر کے اور قرآن پاک کا ترجمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے ہیں، اور کئی بد بخت مسلمان اسلام چھوڑ بھی دیتے ہیں۔ جبکہ کچھ معاملات میں انسان کو کوئی اختیار نہیں ہے، جیسے وہ کب اور کس کے گھر پیدا ہو گا، کب اور کہاں مرے گا۔ دوائی سے تکلیف کم تو ہو سکتی ہے، لیکن موت کا وقت نہیں ٹل سکتا ہے۔

کامیاب لوگ اکثر زندگی کا مثبت پہلو ڈھونڈتے ہیں، اور لوگوں کی ٹوہ لگانے میں اپنا وقت برباد نہیں کرتے، جبکہ ناکام لوگ مایوسی پھیلانے، سنسنی پھیلانے، ہر وقت کی فضول بحث، اور لوگوں پر تنقید کرنے میں اپنا وقت برباد کرتے رہتے ہیں۔ کامیاب لوگ اپنی اصلاح کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، اور اپنی غلطیوں سے سیکھتے رہتے ہیں، جبکہ ناکام لوگ اپنی غلطیوں کو تسلیم کرنے کی بجائے ان کے دفاع پر اپنا وقت برباد کرتے رہتے ہیں۔ ناکام اور منفی سوچ والے لوگ ہر وقت اسباب کی کمی کا شکوہ کرتے رہتے ہیں، شکر گزاری ان کی عادت نہیں ہوتی۔ جبکہ کامیاب لوگ جو بھی میسر اسباب ہوں، ان کو بہتر سے بہتر استعمال کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور مایوس نہیں ہوتے، اور شکوے نہیں کرتے رہتے۔

لہذا ہم مسلمانوں کو دینی اور دنیاوی دونوں تعلیم پر انتہائی زیادہ توجہ دینی چاہیئے، اور محنت اور ایمانداری کو اپنا شعار بنانا ہو گا، ان شاءاللہ تعالیٰ کامیابی ہمارا مقدر بن جائے گی۔ جبکہ آخرت کی کامیابی کا تعلق ایمان، اور دیگر کئی معاملات جن میں حقوق اللہ اور حقوق العباد، شامل ہیں۔

appletorose AliMagnus www.fakeer.pk www.aminternational.pk

31: کئی مایوسی پھیلانے والے لوگوں کے مطابق، پاکستان میں پرائیویٹ کمپنیوں اور سرکاری محکموں، ہر جگہ صرف چاپلوس اور سفارشی لوگ ہی ترقی پاتے ہیں، جبکہ محنتی اور قابل لوگ پیچھے رہ جاتے ہیں، جبکہ حقیقت کچھ اور ہے۔

یہ کچھ حد تک تو درست ہے کہ کئی جگہوں پر پرائیویٹ کمپنیوں اور سرکاری اداروں دونوں جگہوں پر سفارشی اور نااہل لوگ بھرتی ہو جاتے ہیں، لیکن عام طور پر یہ سفارشی یا نااہل لوگ ایک خاص حد سے آگے ترقی نہیں پا سکتے۔ کیونکہ پرائیویٹ کمپنی ہو یا حکومتی ادارے دونوں کو کام چلانے کے لیئے قابل لوگ تو چاہیئے ہی۔
سرکاری اداروں میں میرٹ پر کمی بیشی کا امکان زیادہ ضرور ہوتا ہے، لیکن پرائیویٹ کمپنیوں میں تو میرٹ پر اکثر کافی سختی سے عملدرآمد ہوتا ہے۔

بہر حال دفتری سیاست تو تقریبا ہر جگہ ہی چلتی ہے، خواہ سرکاری دفاتر ہوں یا پرائیویٹ کمپنیاں، اپنے پسندیدہ لوگوں کو کئی افسران ترجیح بھی دیتے ہیں، اور ان کو آگے بڑھنے میں مدد بھی فراہم کرتے ہیں، لیکن یہ مدد بھی سفارشی انسان کو تب تک ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے، اگر اس سفارشی انسان میں خود بھی کچھ قابلیت ہو۔ لہذا عام طور پر سفارش کے باوجود بھی قابلیت کی ضرورت تو رہتی ہی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ سرکاری محکموں میں عام طور پر سفارش کلچر زیادہ عام ہے، لیکن اہم محکموں اور اہم پوسٹوں پر سفارش سے زیادہ قابلیت کام آتی ہے، کیونکہ آخر کام بھی تو کسی نہ کسی کو تو کرنا ہی ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ، کچھ لوگ کم تعلیم یافتہ ہو کر بھی دنیاوی طور پر کامیاب ہو جاتے ہیں، لیکن ایسے لوگوں کی تعداد انتہائی کم ہوتی ہے، لیکن ایسے لوگ انتہائی محنتی اور ایماندار ضرور ہوتے ہیں، اور اپنی ماضی کی غلطیوں کو دہراتے نہیں، اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اپنی قابلیت ثابت کر کے اپنے دفاتر میں اعلیٰ مقام حاصل کر لیتے ہیں۔ عام طور پر جو لوگ میٹرک کا امتحان تک بغیر نقل کے پاس نہیں کر سکتے وہ ان لوگوں پر انگلیاں اٹھاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے، محنت کرتے ہیں اور اچھے نمبر لے کر اچھے تعلیمی اداروں میں داخلہ لے کر کل

کوڈاکٹر، انجینئر، فوجی افسر، یاCSSکاامتحان پاس کر کے اعلی سرکاری افسر بھرتی ہو جاتے ہیں، یادیگر زندگی کے شعبوں میں نمایاں اور اعلی مقام حاصل کر لیتے ہیں۔ جولوگ اپناوقت تو کھیل کود اور فضولیات میں برباد کر دیتے ہیں، بعد میں وہی لوگ کل کو اپنے لائق اور کامیاب دوستوں اور رشتے داروں سے حسد کرتے ہیں اور ان پر طنز کرتے رہتے ہیں، لیکن اپنی کمزوریوں کو تسلیم نہیں کرتے، اور مایوسی پھیلاتے رہتے ہیں۔

لہذا یادرہے، لوگوں کی کامیابیوں میں خامیاں ڈھونڈتے رہنے اور اپنی ناکامیوں کی وجہ دوسروں میں تلاش کرنے سے زیادہ ضروری اپنی خود کی اصلاح ہے۔ اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے معافی، رحم اور مدد کی بھیک مانگتے رہیں اور ساتھ ساتھ جہاں تک ممکن ہو محنت اور ایمانداری کے ساتھ کام کرتے رہیں۔ اور کوشش کریں کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی جہاں تک ممکن ہو نگہبانی کرتے رہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ، دین اور دنیا دونوں میں ہی ہمیشہ کامیاب رہیں گے۔

32: آخر کیا وجہ ہے کہ عام طور پر پوری دنیا میں زیادہ مشہور تعلیمی اداروں کے پڑھے لکھے بچے بڑی کمپنیوں میں نوکری تو کر سکتے ہیں، لیکن اپنا خود کا کاروبار نہیں چلا پاتے؟ بچوں کو بیرون ملک تعلیم کے لیئے مت بھجوائیں۔ کیونکہ

اصل میں تو کاروبار یا نوکری کی کامیابی اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہی مشروط ہے، لیکن اس میں کئی اہم دنیاوی عوامل بھی موجود ہیں جن پر توجہ کرنا انتہائی ضروری ہے۔ کاروبار کے لیئے مناسب تعلیم تو ضروری ہے، لیکن ضرورت سے زیادہ تعلیم عام طور پر انسان کو بزدل بنادیتی ہے۔ عام طور پر ضرورت سے زیادہ پڑھا لکھا انسان یا بیرون ملک اعلی تعلیمی اداروں کا پڑھا لکھا انسان، انتہائی محتاط طریقہ سے زندگی گزارنے کا عادی ہو جاتا ہے، اور ہر وقت حساب کتاب اور کاغذی کاروائیوں میں ہی الجھا رہتا ہے، اور ناکامی کے خوف کی وجہ سے عملی طور پر خود کاروبار کرنے کا حوصلہ ہی نہیں پیدا کر پاتا۔ اور رسک لینے سے ڈرتا ہے۔

جبکہ کاروبار کے لیئے صبر، بڑادل، حوصلہ، ہمت اور مستقل مزاجی انتہائی اہم ہیں۔ تعلیم بھی اہم ہے لیکن ان عوامل کے ساتھ جب تعلیم بھی ملے گی، توان شاءاللہ تعالیٰ، کامیابی کے امکانات بہت بڑھ جائیں گے۔ کاروبار اصل میں انسان کے اللہ تعالیٰ پر یقین اور بھروسہ کے ساتھ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ کاروباری انسان اپنے دل کی آواز کو دماغ کے ساتھ ملانے کی کوشش کرتا ہے، اور اگر اس کا دل اور دماغ دونوں مان جائیں تو عملی میدان میں کود جاتا ہے، اور رسک لینے سے نہیں ڈرتا۔

عام طور پر زیادہ تعلیم یافتہ انسان کہتا ہے کہ کاروبار کے لیئے جب تک متعلقہ وسائل بھرپور میسر نہ ہوں، کاروبار شروع نہیں کرنا چاہیئے، دوسری طرف کاروباری سوچ کا انسان اپنے موجودہ وسائل اور اسباب کے مطابق اپنا کاروبار شروع کر دیتا ہے، اور اسباب کی کمی کا شکوہ نہیں کرتا رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا میں اکثر کاروباری افراد مناسب اور عام تعلیمی اداروں کے پڑھے لکھے افراد ہیں، بلکہ کئی بڑے بزنس مین تو انتہائی کم تعلیم یافتہ اور کئی توان پڑھ تک ہیں، اور ان کی اکثریت کوئی خاندانی امیر نہیں تھی، بلکہ معاشرے کے عام لوگ ہیں، لیکن حوصلہ، صبر، بھرپور محنت، بڑے دل کے ساتھ کام کرنے والے لوگ ہوتے ہیں۔

کاروباری انسان عام طور پر لمبی ریس کا گھوڑا ہوتا ہے۔ کاروباری انسان اپنے سرمایہ اور اسباب پر رسک لینے کا حوصلہ رکھتا ہے، جبکہ عام طور پر بیرون ملک سے اعلی تعلیم یافتہ اندر سے بزدل ہو جاتا ہے، وہ انسان بڑی کمپنیوں میں نوکری کر کے کمپنی کے سرمایہ پر تو رسک لیتا ہے اور کمپنیوں کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرتا ہے، لیکن خود اپنے سرمایہ اور اسباب پر رسک نہیں لینے کا حوصلہ کرتا ہے۔

بہتر یہی ہے کہ آپ کاروبار کریں، کیونکہ حدیث پاک کے مفہوم کے مطابق دنیا کے دس حصہ رزق میں سے نو حصہ رزق کاروبار میں ہے۔ کاروبار، نوکری یا کسی بھی اہم کام سے پہلے خود استخارہ کرنے کی عادت ضرور ڈالیں۔ محنت اور ایمانداری کو کبھی نہ چھوڑیں اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے کامیابی کی بھیک بھی مانگتے رہیں، ان شاءاللہ تعالیٰ دین اور دنیا دونوں میں ہمیشہ کامیاب ہی رہیں گے۔

AMI
Flavours & Fragrances ™

Factory & Head Office

10.5 km Raiwind Road, Near Coca-Cola Factory, Lahore Pakistan.

+92 42 35459524 - 25 , +92 321-8404292

Karachi Office

Office No. 116, Mezzanine Floor, Saba Palace, on Plot No. 29-A, Block-6, P.E.C.H. Society, Main Shahrah-e-Faisal, karachi.

+92 321-4292406 , 323-8404292

Faisalabad Office

Al - Hassan Center Katwali Road Near GCUF (Old Campus) Gate No. 2 Opp. Govt. Sabria Sirajia School No.1, Street No.1 Faisalabad.

+92 331-4545671 , 321-8455766